حضرت امام اعظم رضؓ

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی نظر میں

مؤلفہ

عبد الحکیم خان اختر مجددی مظہری شاہجہانپوری

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی

۲۱ر اے کریم سلیم
نیو مزنگ سمن آباد
لاہور

حضرت امام اعظمؓ
حضرت مجدد الف ثانیؒ
کی نظر میں
مؤلفہ
عبد الحکیم خان اختر مجددی مظہری شاہجہانپوری
ناشر
شعبہ نشر و اشاعت
جامع مسجد قادریہ شیر ربانی
لاہور

سرپرستِ اعلیٰ

فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری
سجادہ نشینِ آستانۂ عالیہ شرقپور شریف

○

نام کتاب ——— حضرت امام اعظمؒ حضرت مجدد الفؒ ثانی کی نظر میں

نام مؤلف ——— عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری

ناشر ——— شعبہ نشر و اشاعت جامع مسجد قادریہ شیر ربانی

اشاعت بار اول ——— صفر المظفر ۱۴۰۹ھ بمطابق ستمبر ۱۹۸۸ء

ہدیہ ——— ۱۲ / روپے

تعداد ——— ایک ہزار

مطبع ——— لائیٹ ہاؤس پریس ۱۲ ایبٹ روڈ لاہور

ملنے کا پتہ

(۱) جامع مسجد قادریہ شیر ربانی، قادریہ روڈ ۲۱ / ایکڑ سکیم نیو مزنگ سمن آباد۔ لاہور

(۲) جامع مسجد شیر ربانی، اکبر روڈ، مدینہ چوک (ناخدا) وسن پورہ لاہور ۳۹۔

فہرست

پیش لفظ

حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو اسلام میں جو شہرۂ آفاق مقام حاصل ہے اس کا اندازہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اس پیش گوئی سے لگایا جا سکتا ہے۔ جسے ابونعیم نے حلیہ میں بروایت حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نقل فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا ”کہ اگر علم ثریا میں بھی پہنچ جائے تو فارس کے جوانمردوں میں سے ایک اس تک پہنچ جائے گا“ آپ کے وفورِ علم فہم وفراست کے بارے میں حضرت امام مالک رضؓ فرماتے ہیں ”بخدا میں نے ان (حضرت امام ابوحنیفہ رضؓ) جیسا کوئی نہیں دیکھا کہ اگر وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو عقلی دلیل سے ثابت کر دکھاتے ہیں“ حضرت امام شافعی آپ کے مقام کا تذکرہ کرتے ہوتے یوں رقمطراز ہیں کہ تمام لوگ فقہ میں حضرت امام ابوحنیفہ کے محتاج ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضؓ آپکے زہد و تقویٰ کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔ ”حضرت امام ابوحنیفہ رضؓ زہد و تقویٰ اور اختیار آخرت میں ایسے مقام پر فائز تھے جسے کوئی دوسرا حاصل نہیں کر سکتا۔“ گویا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضؓ وہ روشن ستارہ ہیں جس سے رات کا راہرو ہدایت پاتا ہے اور ایسا علم ہیں جسے ایمانداروں کے دل قبول کرتے ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقہ کے بانی حضرت امام ابوحنیفہ رضؓ ہیں۔ فقہ کے تین حصے اُن کو مسلم ہیں باقی چوتھے حصے میں سب شریک ہیں فقہ میں صاحب خانہ وہی ہیں اور دوسرے سب اِن کے عیال ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ رضؓ کا بار بار تذکرہ مشک کی مانند ہے اسے جتنا بکھیریں خوشبو آتی ہے گویا کہ حضرت امام اعظم رضؓ کا تذکرہ وجہ خیر و برکت ہے اور آپ کی تعلیمات کو عام کرنا دنیا بھر میں تقریباً پورے

مسلمانوں کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کے مترادف ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ ہزارہ دوم کے ہمہ جہتی مجدد ہیں۔ جہاں آپ نے قرآن و سنّت کی تعلیمات کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنہ کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے وہاں آپ نے باطل قوت سے ٹکرا کر اپنی غیرتِ اسلامی اور جذبہ ایمانی کا ثبوت دیا ہے۔ آپ نے فقہ حنفی کی ترویج و اشاعت کو اپنا شعار بنایا ہے۔

زیر نظر کتاب "حضرت امام اعظمؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی نظر میں" فاضل مصنف عبدالحکیم اختر مجددی مظہری شاہجہانپوری مدظلہ العالی کی تصنیف ہے۔ جس میں فاضل قلمکار نے حضرت امام اعظمؒ کے فضائل و مناقب کو بحوالہ بیان کیا ہے۔ مقام حضرت مجدد الف ثانیؒ کو تاریخ و مکتوبات معصومیہ کے علاوہ مستند کتب کے حوالہ جات سے مزیّن کیا ہے۔ آپکی علمی بصیرت اور فقہی مقام کو ائمہ مجتہدین اور اکابرین اُمّت کی آراء سے اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے اور فقہ حنفی کی اہمیت اور حضرت امام اعظمؒ کے مقام آپکے کارہائے نمایاں اور عقائد و نظریات کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات کی روشنی میں سیاق و سباق کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے فاضل مصنف کی اس عظیم علمی، تحقیقی اور ادبی کوشش کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور شریف کا فقہ حنفی کے ساتھ ایک گہرا تعلق اور تعلیمات مجددیہ کی ترویج و اشاعت کرنا ایک مشن کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور متوسلین آستانہ عالیہ کو اس کی طرف مائل کرنے اور ترغیب دینے کا سہرا حضرت فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے سر ہے اور آپکی مساعی جمیلہ اور شب و روز مسلسل کوشش اور محنت اس چیز کا منہ بولتا ثبوت ہے کتاب "حضرت امام اعظمؒ مجدد الف ثانی کی نظر میں" کی اشاعت بھی اس سلسلہ کی ایک عملی صورت ہے جس کی اشاعت متوسلین آستانہ عالیہ کے ایک شعبہ نے اپنے شیخ کامل کی تقلید و ترغیب میں کی ہے۔

اراکین شعبہ نشر و اشاعت جامع مسجد قادریہ شیر ربانیؒ بالعموم اور محمد یوسف حکیم عبدالغفور

اور عبدالستار صاحبان، بالخصوص اس عظیم کتاب کی اشاعت میں ممد و معاون ہونے کی صورت میں مبارک باد کے مستحق ہیں اور اُن کا یہ کارنامہ لائق صد تحسین ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے طفیل اُن کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور اُن کے قلوب واذہان کو مزید دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی طرف مائل فرمائے۔ آمین

خادم سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

غلام سرور نقشبندی مجددی

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نامِ نامی و اسمِ گرامی نعمان ہے۔
امام اعظم آپ کا وہ لقب ہے جو آپ کا برامت کی طرف سے ملا کیونکہ کسی کو کشورِ
فقاہت میں آپ کا کوئی ثانی نظر نہیں آیا۔ ابو حنیفہ آپ کی کنیت ہے اور
یہ آپ کے کسی بچے کے باعث نہیں بلکہ اس ملّت ابراہیمی اور
دینِ حنیف کے عدیم المثال علمبردار ہونے کے باعث قسامِ ازل نے
آپ کو اس کنیّت سے متصف و مشہور کر دیا۔

> عمر ہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
> تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید برُوں

مشہور روایت کے مطابق آپ کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی۔
آپ نسلاً فارسی (ایرانی) تھے۔ مولانا فقیر محمد جہلمی علیہ الرحمہ نے سلسلہ نسب
یوں لکھا ہے۔ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن قیس بن یزدگرد
بن شہریار بن نوشیرواں[1]۔ بعض روایات میں آپ کے پڑدادا کا نام مرزبان
اور بعض میں ماہ بھی آیا ہے۔ ممکن ہے یہ ان کے اسلام قبول کرنے سے
پہلے کے نام ہوں۔ جبکہ مرزبان اس وقت سردار کو کہتے تھے اور اسلامی نام

[1] فقیر محمد جہلمی، مولانا: حدائق الحنفیہ، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ، ص ۱۷

نعمان رکھا گیا ہو۔ ممکن ہے کہ نام نعمان ہو اور مرزبان د ماہ دونوں لقب ہوں ہاں اُن کا اکثر روایات میں نام زوطی آیا ہے اور قرینِ قیاس ہے کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے یہی نام[1] ہو گا۔

آپ کے والدِ محترم حضرتِ ثابت کے متعلق یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ وہ امیر المومنین حضرتِ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے۔ انہوں نے حضرت ثابت اور ان کی اولاد کے لئے خیر و برکت کی دعاء فرمائی تھی[2]۔ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ابنائے فارس کی تعریف کرتے ہوئے آپ کی بشارت دی تھی[3]۔ بلاشبہ آپ سراجِ اُمتِ محمدیہ اور اہلِ حق کو قیامت تک مشعلِ راہ کا کام دینے والے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کوفے میں ہوئی جو امیر المومنین حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا دار الخلافہ ہونے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (المتوفی ۳۲ھ) کی موجودگی کے باعث علم و فضل کا مرکز اور اہلِ علم حضرت کا مرجع بن گیا تھا۔ آپ نے ہوش سنبھالا تو کوفہ میں ہر علم و فن کے برگزیدہ حضرات کا جمِ غفیر دیکھا۔ صحابۂ کرام کو دیکھنے والے اور اُن بزرگوں سے دل کھول کر فیض یاب ہونے اور کسبِ علم کرنے والی

---

[1] عزیز الرحمٰن بجنوری، مفتی: امامِ اعظم ابوحنیفہ، مطبوعہ لاہور، ص ۲۸، ۲۹

[2] شبلی نعمانی، علامہ: سیرۃ النعمان، مطبوعہ کراچی ص ۲۵

[3] میاں جمیل احمد شرق پوری، مولانا: تذکرہ امامِ اعظم، مطبوعہ لاہور، ص ۱۶، ۱۷

ہستیاں چاروں طرف موجود تھیں۔ اُن حضرات نے علوم دینیہ کے مخزن اور اتباعِ صحابہ کی منہ بولتی تصویر ہونے کے باعث مخلوقِ خدا کو سرمایۂ دین و دنیا سے مالا مال کرنیکی خاطر حلقۂ درس جاری کر رکھے تھے۔ جن کی طرف لوگ ایسے دوڑتے تھے جیسے پیاسا کنوئیں کی طرف[1]

امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ معاشی لحاظ سے خوش گزران تھے۔ کپڑے کی وسیع پیمانے پر تجارت کرتے تھے۔ تحصیلِ علم کی طرف مائل ہوئے تو درجۂ کمال تک پہنچ گئے اور فقہ کو اپنا خصوصی میدان بنایا کیونکہ یہ میدان تمام علوم دینیہ کا جامع ہے نیز قسامِ ازل نے کشورِ فقاہت کی سلطانی کا تاج آپ کے سر پر سجایا ہوا تھا۔ امتِ محمدیہ میں آپ وہ سب سے پہلے خوش نصیب فرد ہیں جنہوں نے اس خطرے کو محسوس کیا کہ وہ دِن دور نہیں جب دورِ رسالت سے دوری اور صحیح صورتِ حال کی خبرداری سے مجبور ہونے کے باعث لوگ قرآنی آیات اور فرامینِ رسالت کو ایسے مفہوم و مطالب کا لباس پہنانے لگیں گے جن کا حقیقت سے تعلق نہیں ہوگا۔ یوں جگہ جگہ بے پناہ فتنے کھڑے ہو جائیں گے جو قرآن و حدیث کے حقیقی مفہوم و مطالب کو یوں اپنے نرغے میں لے لیں گے جیسے گھنگھور گھٹائیں مہرِ درخشاں کو چھپا کر اہل زمین کو اُس کی تابانی سے محروم کر دیتی ہیں[2]۔

---

[1] ابن سعد، علامہ: طبقات ابنِ سعد، مطبوعہ مصر، جلد ششم ص ۴

[2] جلال الدین سیوطی، خاتم الحفاظ: تبییض الصحیفہ مترجم مطبوعہ لاہور ص ۳۶

اس خطرے کو محسوس کرتے ہی آپ نے چالیس[٭] ایسے حضرات کا بورڈ تشکیل دیا جو اپنے اپنے میدان میں یگانۂ روزگار اور سرمایۂ افتخار تھے[١] ان جملہ حضرات میں امام اعظم سب سے فائق اور وسیع النظر ہونے کے باعث شمع محفل ثابت ہوتے تھے بعض اوقات اراکینِ مجلس ایک ہی مسئلہ پر مہینہ بھر غور و خوض اور بحث و تمحیص کرتے رہتے، اشکال و شبہات پیش ہوتے اور جملہ پہلوؤں پر مکمل غور کرنے اور قرآن و حدیث کی روشنی میں پوری طرح جانچنے کے بعد اس کا جو حکم متعین ہوتا اسے ضبطِ تحریر میں لایا جاتا۔ یوں فقہ حنفی چالیس[٭] نادرہ روزگار ہستیوں کی کاوشِ فکر سے اس صورت میں منظرِ عام پر جلوہ گر ہوئی کہ دوسرے کسی مجتہد کو اس معیار کا شرف حاصل نہ ہو سکا اور بالآخر امام ابوحنیفہ کو جملہ ائمہ مجتہدین اور اکثر مفسرین، محدثین، فقہاء اور اولیاء اللہ نے امام اعظم کے لقب سے یاد کیا اور آپ کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کیے[٢]۔

یوں تو دیگر ائمہ مجتہدین یعنی امام مالک بن انس (المتوفی ۱۷۹ھ) امام محمد بن ادریس شافعی (المتوفی ۲۰۴ھ) اور امام احمد بن حنبل (المتوفی ۲۴۱ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے مقلدین میں کافی علماء اور اولیائے عظام ہوئے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین میں جتنے

١ے موفق بن احمد مکی، علامہ: مناقب للموفق، جلد دوم، ص ۱۳۳

٢ے احمد بن علی خطیب بغدادی، حافظ: تاریخ بغداد، جلد ۱۳، ص ۱۰۸

فقہاء اور اولیاء اللہ ہو گزرے ہیں ان کا شمار اگر ناممکن نہیں تو از حد مشکل ضرور ہے۔ دوسری جانب آپ کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ دنیا میں جتنے حضرات مسلمان کہلاتے ہیں۔ ان کے دو تہائی سے زیادہ افراد امام ابوحنیفہ کے مقلد سنی حنفی کہلانے والے اور امت محمدیہ کا سواد اعظم ہیں[1]
ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝

امام ابوحنیفہ جہاں علم و فضل میں عدیم النظیر تھے وہاں زہد و ورع میں بھی آپ کا جواب نہیں تھا۔ مایہ ناز معاصرین اور اس دور کے کتنے ہی اولیاء اللہ نے اس حقیقت کا پورے شرح صدر سے اعتراف کیا ہے[2]۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے لیکر آج تک آپ کے متعلق بہت کچھ کہا گیا اور بہت کچھ لکھا گیا۔ آپ کے خداداد کمالات کو جتنا کوئی دیکھ سکا اس نے انہیں بیان کر کے آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ امام مالک اور امام عبداللہ بن مبارک سے لے کر آج تک امت محمدیہ کے اکثر بزرگوں نے آپ کے محامد و محاسن بیان کئے ہیں۔ جن میں حنفی بزرگ ہی نہیں بلکہ اہل حق کے باقی تینوں مذاہب کے اولیاء اللہ اور فقہاء محدثین بھی آپ کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان رہے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کی نکتہ رسی دقت نظر اور وسیع النظری تک رسائی نہ ہونے کے باوجود بعض بزرگوں نے جو

---

[1] احمد سرہندی، مجدد الف ثانی :۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۵۵

[2] نور بخش توکلی، مولانا :۔ الاقوال الصحیحہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۴۳ھ ص ۶

امام اعظم پر اعتراضات کیئے اور آپ کے بعض مسائل کو حدیث کے خلاف یا قیاس پر مبنی لکھ دیا تو چاروں مذاہب کے بزرگوں نے اُن اعتراضات کو دلائل و براہین سے غلط ٹھہرایا اور حضرت امام اعظم کی طرف سے دفاع کرنیکا حق ادا کر دیا ہے۔ جبکہ بعض فقہاء محدثین نے تو اِس موضوع پر مستقل کتابیں لکھ کر وہ دادِ تحقیق دی کہ انصاف کی لاج رکھ لی ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ اگر اہلِ حق و صداقت کے مائیہ ناز بزرگ ہیں تو اعتراض کرنیوالے حضرات بھی غیر نہیں تھے۔ وہ بھی اپنے تھے۔ بدنیت نہیں تھے۔ لیکن فکری نارسائی کے باعث اعتراض کر بیٹھے تھے[1]۔ اُن بزرگوں کے اعتراضات اور آج کے ایک گمراہ فرقے اور حاسد و متعصب لوگوں کے اعتراضات میں زمین و آسمان کا فرق ہے کیونکہ :۔

آنکھ والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

داتا کی نگری (لاہور) میں بیٹھ کر یہ سطور لکھتے وقت یہ خیال دل میں چٹکیاں لینے لگا کہ حضرت امام اعظم کے بارے میں کیوں نہ حضرت شیخ علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۵ھ) کے تاثرات پیش کروں۔ چنانچہ مرشدِ لاہور فرماتے ہیں۔

و منہم امام اماماں و مقتدای سُنیاں	اِن بزرگوں میں سے ہی اماموں کے امام
شرفِ فقہا و عزِ علماء ابوحنیفہ نعمان بن	اہلسنت کے پیشوا، فقہا کے شرف اور

[1] نور بخش توکلی، مولانا:۔ الاقوال الصحیحہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۴۲ھ ص ۹

ثابت الخزّار رضی اللہ عنہٗ دی را اندر مجاہدت و عبادت قدم راست بودہ است و اندر اصولِ این طریقت شانی عظیم داشت۔ ؎۱

علماء کی عزت ابو حنیفہ نعمان بن ثابت خزّار رضی اللہ عنہٗ ہیں اِن کا مجاہدے اور عبادت میں قدم درست ہے اور اِس طریقے میں بڑی عظیم شان رکھتے ہیں

اِس سلسلے میں مزید فرماتے ہیں۔

یحیٰی بن معاذ الرازی رضی اللہ عنہٗ گوید پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدم گفتمش یا رسُول اللہ این اطلبک قال عند علمِ ابی حنیفۃ ؎۲

یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ عرض گزار ہوا کہ یا رسُول اللہ آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا کہ علمِ ابو حنیفہ کے پاس۔

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک خواب کا ذکر اِن لفظوں میں فرمایا ہے۔

من کہ علی بن عثمان الجلابی ام رضی اللہ عنہٗ بشام بودم بر روضۂ بلال موذّن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خفتہ بودم خود را بمکّہ دیدم اندر خواب کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم از باب بنی شیبہ اندر آمد و پیری را در کنار

میں کہ علی عثمان جلابی ہوں، شام میں پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے موذّن حضرت بلال کے مزار پر سویا ہوا تھا کہ خواب میں خود کو مکّہ مکرمہ میں دیکھا کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بابِ بنی شیبہ کی طرف سے

؎۱ علی ہجویری، داتا گنج بخش: کشف المحجوب، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور ص ۹۸

؎۲ علی ہجویری، داتا گنج بخش: کشف المحجوب، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور ص ۱۰۰، ۱۰۱

گرفته چنانکه اطفال را گیرند لشفقتی ع پیش وی رفتم و بر پشت پالیش بوسه دادم و اندر تعجب آں بودم کہ آں پیر کیست وی بحکم اعجاز بر باطن و اندیشہ من مشرف شد مرا گفت ایں امام تست و اہل دیار تو ابو حنیفہ لہ

اندر داخل ہو رہے ہیں اور ایک بوڑھے کو گود میں لیا ہوا تھا۔ جیسے کہ از راہ شفقت بچے کو گود میں لیتے ہیں۔ میں حاضر بارگاہ ہوا آپ کے قدم کو بوسہ دیا اور اس تعجب میں تھا کہ یہ مرد پیر کون ہے۔ آپ معجزانہ شان سے میرے باطن اور دلی خیال پر مطلع ہوئے اور فرمایا کہ یہ تمہارا اور تمہارے ملک والوں کا امام ابو حنیفہ ہے۔

کشف المحجوب کی اس عبارت اور شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جیسے دیدہ بینا رکھنے والے بزرگ اور میدان کشف و روحانیت کے شہسوار کے مذکورہ بالا خواب سے کتنی ہی باتیں راسخ العقیدہ مسلمانوں کے صفحۂ ذہن پر اُبھرتی ہیں۔ اُن میں سے چند باتیں یہ بھی ہیں۔

۱۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی قبروں پر مزارات تعمیر کرنا اہل حق کا قرونِ اولیٰ سے اب تک معمول رہا ہے جیسا کہ مذکورہ عبارت کے بر روضۂ بلال والے لفظوں سے ثابت ہے۔

۲۔ یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مسلمانوں کے عوام تو کیا خواص تک بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتے رہے جیسا کہ حضرت داتا گنج بخش کے مذکورہ عمل سے واضح ہے۔

۳۔ اہلسنت کے عوام و خواص کا یہ عقیدہ ہمیشہ سے چلا آرہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے باطنی حالات اور دلوں میں چھپے ہوئے خیالات تک کو جان لیتے ہیں۔

لہ علی ہجویری، داتا گنج بخش: ۔کشف المحجوب، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور ص ۱۰۱

۴- برپشت پالش بوسہ دادم سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی دست بوسی تو کیا پابوسی بھی جائز ہے
۵- امام ابوحنیفہ پورے طور پر حفاظتِ رسُول میں تھے۔
۶- امام ابوحنیفہ اپنے بعد والے بزرگوں کے بزرگ اور اماموں کے بھی امام ہیں۔
۷- امامِ تست و اہلِ دیار تو سے معلوم ہوا کہ پاکستان اور بھارت دونوں ملک حنفیوں کے ہیں۔ باقی فالتو فنڈ میں سے ایک ایرانی سوغات اور لقایا برٹش گورنمنٹ کی یادگاریں ہیں۔

اَب ہم قارئین کرام کی خدمت میں وہ تاثرات پیش کرنا چاہتے ہیں جو داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ جیسے دیدۂ بینا رکھنے والے مردِ حق آگاہ نے اخذ کیئے اور دوسرے مسلمانوں کو اُن سے مطلع کرنے کی خاطر یُوں انہیں سپردِ قلم کیا۔

درست شد از یں خواب مرا کہ وی یکی	میرا یہ خواب درست ثابت ہوا کیونکہ
ازاں بودہ است کہ از اوصافِ طبع	وہ (امام اعظم) اُن حضرات میں سے ایک
فانی بودند و باحکامِ شرع باقی و بدان	ہیں جو اپنے طبعی اوصاف سے فانی اور
قائم چنانکہ برندۂ وی پیغامبر صلی اللہ	احکامِ شرع کے ساتھ باقی و قائم ہیں کیونکہ
علیہ وسلم بود واگر وی خود رفتی باقی	اُن کے لے جانے والے پیغمبرِ خدا صلی اللہ
الصفۃ بودی و باقی الصفۃ یا مخطی بود	تعالےٰ علیہ وسلم ہیں۔ اگر وہ خود چلتے
یا مصیب چوں برندۂ وی پیغامبر	تو باقی الصفۃ ہوتے جبکہ باقی الصفۃ خطا
بود صلی اللہ علیہ وسلم فانی الصفۃ	کار ہوتا ہے یا غلطی سے بچنے والا لیکن
باشد ببقای صفت پیغمبر صلی اللہ علیہ	جب اُن کے لے جانے والے پیغمبرِ خدا
وسلم وچون برپیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم	صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو وہ فانی الصفۃ

خطا صورت نگیرد برانکہ بدو قائم بود بیم
نگیرد این رمزی لطیف ست [1]

ہوئے یعنی پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کیساتھ باقی رہنے والے اور چونکہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خطا کو راستہ نہیں ہے لہٰذا جو اُن کے ساتھ قائم ہوا اُسے خطرہ نہیں یہ لطیف رمز ہے۔

داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۵ھ) چونکہ دانائے راز ہیں لہٰذا عین الیقین سے دیکھ کر راز کی بات ظاہر کر دی۔ یہی تو وہ دیکھنے والی آنکھیں ہیں جن کے بارے میں سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔
اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ یعنی فراستِ مومن سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور کے ساتھ دیکھتا ہے۔ مذکورہ واقعہ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ (المتوفی ۲۰ھ) کے مزار پُر انوار پر پیش آیا۔ اب خود امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مرجعِ ابرار کے بارے میں بزرگوں کا معمول ملاحظہ فرمائیے۔

اعلم انہ لم یزل العلماء وذوالحاجات یزرون قبرہ (ای قبر ابی حنیفہ) و یتوسلون عندہ فی قضاء حوائجھم ویرون نجح ذلک منھم الامام الشافعی لما کان

جاننا چاہیے کہ ہمیشہ سے حاجت مند علماء اُن یعنی امام ابو حنیفہ کی قبر کی زیارت کرتے، اپنی حاجتوں کے پورا ہونے میں اُن کا وسیلہ پکڑتے اور اس

[1] علی ہجویری، داتا گنج بخش: ۔کشف المحجوب، شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی لاہور ص ۱۰۱

ببغداد فانہ جاء عندہ انہ قال انی لاتبرک بابی حنیفۃ واجیئی الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وجئت الی قبرہ وسئلت اللہ عندہ فتقضی سریعا وذکر لبعض المتکلمین علی منہاج النووی ان الشافعی علی الصبح عند قبرہ فلم یقنت فقیل لہ ثم قال تادبا مع صاحب ہذا القبرہ وذکر ذلک غیرہ ایضا وزاد انہ لم یجہر بالبسملۃ ولا اشکال فی ذالک [1]

ہیں کامیابی دیکھتے آئے ہیں۔ ان میں سے امام شافعی بھی ہیں۔ جب وہ بغداد میں تھے تو یہاں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ میں ابوحنیفہ سے برکت حاصل کرتا اور ان کی قبر پر حاضر ہوتا ہوں۔ جب مجھے حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعتیں پڑھ کر اُن کی قبر پر حاضر ہوتا اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں تو جلد حاجت پوری ہو جاتی ہے بعض متکلمین نے نووی کی طرح ذکر کیا ہے کہ امام شافعی نے ان کی قبر کے پاس صبح کی نماز پڑھی تو قنوت ترک کر دی۔ پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس قبر والے بزرگ کا ادب کرتے ہوئے۔ ان کے سوا دوسروں نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے بسم اللہ آواز سے نہ پڑھی اور اس میں کوئی اشکال نہیں۔

مشہور محدث امام ابن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۵ھ) کی مذکورہ عبارت سے مایہ ناز بزرگوں کے کتنے ہی معمولات و معتقدات سامنے آجاتے

[1] (و) ابن حجر مکی محدث:۔ الخیرات الحسان فی مناقب النعمان، ص ۷۱

ہیں اور ان کی روشنی میں جب مبتدعینِ زمانہ کی روش اور ان کے نظریات کو دیکھتے ہیں تو دونوں کے اندر مماثلت و مشابہت کا شائبہ تک بھی تو نظر نہیں آتا۔
صاف نظر آنے لگتا ہے کہ توحید کے اِن خانہ ساز ٹھیکیداروں کا مذہب بزرگوں والی صراطِ مستقیم سے بغاوت پر مبنی ہے۔ ان حضرات کو ارشادِ ربانی کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ میں فائدہ نظر نہ آیا ہوگا اسی لئے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے بجائے کُوْنُوْا مَعَ الْمُفْسِدِیْنَ کو شعار بنایا ہوا ہے۔

ارشادِ ربانی : کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ o وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ o کے تحت حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کو بھی اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رختِ سفر باندھنا پڑا۔ آپ اس سرائے فانی میں آئے تو عبدالملک بن مروان کی حکومت تھی اور اُس کی طرف سے مشہورِ زمانہ ظالم و جابر حجاج بن یوسف عراق کا گورنر تھا۔ ۱۵۰ھ میں وفات پائی تو عباسی خلیفہ منصور نے ۱۴۶ھ سے آخری وقت تک نظربند رکھا۔ گرم اور نرم ہر قسم کے حالات سے گزرے لیکن عزم و استقلال کے کوہِ گراں کے قدموں میں لغزش نہ آئی۔ ذرا نہ لڑکھڑائے اور ہمتِ مردانہ کے ساتھ ماہ شوال میں جمعۃ المبارک کے دن ۱۵۰ھ میں سے جنت الفردوس کی جانب روانہ ہو گئے اور اُمتِ محمدیہ کے لئے جانے سے پہلے اجتہادی مسائل کا ایسا باغ لگا گئے۔ جو ہر قسم کی آندھیوں اور جھکڑوں سے نیستہ

(ب) موفق بن احمد المکی، علامہ :۔ مناقب الامام الاعظم، جلد دوم، ص ۱۹۹
(ج) غلام دستگیر قصوری، مولانا :۔ تحفہ دستگیریہ، ص ۲۰
(د) فضل احمد لدھیانوی، قاضی :۔ انوار آفتاب صداقت، جلد دوم، ص ۱۱۴

مخالفین و حاسدین کی سازشوں کے باوجود قیامت تک سدا بہار رہے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت مجدّدِ الف ثانی

قطب ربّانی غوثِ صمدانی حضرت مجدّد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی احمد لقب بدر الدین اور کنیت ابو البرکات ہے۔ آپ کو قیوم زماں اوّل مجدد الف ثانی اور امام ربانی وغیرہ القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کی پیدائش مشہور مغل شہنشاہ جلال الدین اکبر کے دورِ حکومت میں ہوئی۔ آسمانِ ولایت پر چودھویں کا چاند بن کر چمکنے والے حضرت مجدّد الف ثانی ۱۴ر شوال ۹۷۱ھ کو سرہند شریف میں پیدا ہوئے[1]۔ ۲۹ر صفر ۱۰۳۴ھ کو اس جہانِ فانی سے جنت الفردوس کی جانب سدھارے[2]۔ سرہند شریف میں آپ کا مزار پُر انوار زیارت گاہ انام اور مرجع خاص و عام ہے۔ آنکھ والوں کی نگاہوں میں حضرت مجدّد الف ثانی کا وجود چشمۂ آب حیات ہے۔ جیسا کہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۷۹ھ) نے فرمایا ہے۔

زمینِ ہند ہر چند پُر ظلمت و کدورت ست لیکن چشمۂ حیات در ظلمات ست[3]۔	زمینِ ہند اگرچہ ظلمت و کدورت سے بھری ہوئی ہے۔ لیکن ظلمات کے اندر چشمۂ آبِ حیات ہے۔

آپ کا سالِ پیدائش لفظ خاشع ۹۷۱ سے بھی نکلتا ہے۔ آپ مذہباً سنی حنفی مسلکاً

۱۔ محمد ایوب قادری، پروفیسر: تذکرہ علماء ہند اردو، مطبوعہ کراچی، ص ۸۸

۲۔ بدر الدین سرہندی، خواجہ:- وصال احمدی، مطبوعہ سیالکوٹ، ص ۱۸

نقشبندی، نسباً فاروقی اور مولداً و ساکناً سرہندی تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب ستائیس واسطوں کے ساتھ حضرت امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی ۲۳ ھ) سے جاملتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کا سلسلۂ طریقت متعدد واسطوں کے ساتھ فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ یعنی سلسلہ نقشبندیہ میں ۲۱ واسطوں سے سلسلہ قادریہ میں ۲۵ واسطوں سے اور سلسلہ چشتیہ میں ۲۷ واسطوں کے ساتھ[۳]۔ سلسلۂ چشتیہ میں اپنے والدِ ماجد شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۰۷ھ) سے اجازت و خلافت حاصل تھی سلسلہ قادریہ میں شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۸۱ھ) سے غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۶۱ھ) کا عطا فرمودہ خرقۂ خلافت پایا[۵] اور سلسلۂ نقشبندیہ میں خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۱۲ھ) سے اجازت و خلافت پائی اور وہ کمال حاصل کیا کہ آسمانِ ولایت و معرفت پر ایسا مہرِ درخشاں بن کر چمکے کہ قیامت تک دنیا کے ظلمت کدے کو جگمگاتے اور اہل ایمان کے قلوب کو بقعۂ نور بناتے رہیں گے[۶]۔

۹۹۸ھ میں آپ جلال الدین اکبر (المتوفی ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء) کے دار السلطنت اکبر آباد (آگرہ) تشریف لے گئے جہاں دو وزیروں ابو الفضل اور فیضی کی علمیت

---

[۳] محمد معصوم سرہندی، خواجہ:۔ مکتوبات معصومیہ، دفتر سوم، مکتوب ۶۵، ۱۴۲

[۴] احمد سرہندی، مجدد الف ثانی:۔ مکتوبات امام ربانی دفتر سوم، مکتوب ۸۷

[۵] محمد ہاشم کشمی، خواجہ: زبدۃ المقامات، مطبوعہ کانپور، ص ۱۳۵

[۶] محمد حسین مراد آبادی، مولانا:۔ انوار العارفین، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۲۴۸، ۲۴۹

کا طوطی بول رہا تھا اور بادشاہ کا یہ گمان تھا کہ شاید دنیا میں ان کے پائے کا کوئی عالم آج تک پیدا نہیں ہوا ہے۔ جب حضرت مجدد الف ثانی کے ساتھ دونوں سرکاری علماء کے دینی مذاکرے ہوئے تو انہوں نے واضح طور پر محسوس کر لیا کہ وہ ستائیس ۲۷ سالہ احمد سرہندی کے پاسنگ بھی نہیں[۱]

اکبر بادشاہ جاہل ہونے کے باوجود ایک صحیح العقیدہ مسلمان تھا۔ دیگر مذاہب کی علمی ہستیوں کو دربار میں جمع کر لینے نیز روافض و ہنود کی ریشہ دوانیوں کے باعث رفتہ رفتہ اُس کا دماغ بگڑ گیا۔ یہ مذہبی خرابی اس کے ذہن میں ۹۸۴ھ/۱۵۷۵ء سے سمانا شروع ہوئی اور آخر وہ المناک دور بھی آیا کہ مغل اعظم کہلانے والے کی بے راہ روی ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء میں اپنے نقطہ عروج کو چھونے لگی۔ محضر نامے سے ابتدا ہوئی تھی[۲]۔ نبوت کا دعویٰ بھی کیا۔ خدا کا خلیفہ اور ظل اللہ بھی بنا اور خدائی دعوے کی جانب اشارے کنائے بھی ہونے لگے تھے۔ اسلام کو خلافِ قانون قرار دے دیا تھا۔ اسلامی نام بدلے جا رہے تھے۔ قرآن و حدیث کا پڑھنا پڑھانا ممنوع قرار دے دیا تھا۔ علماء کو جبراً شراب پلائی جاتی تھی۔ بادشاہ کو سجدہ کرنا ضروری قرار دیا گیا تھا۔ خود بادشاہ سورج کی پوجا کرتا اور پیشانی پر تلک لگاتا تھا۔ گائے کی قربانی پر پابندی تھی۔ مسجدوں اور دینی مدرسوں کو مسمار کیا جا رہا تھا۔ خنزیروں اور کتوں کو متبرک قرار دے دیا تھا۔ تمام خلافِ اسلام مذاہب کو ملا کر ایک نیا

---

۱ محمد ہاشم کشمی، خواجہ: زبدۃ المقامات، مطبوعہ کانپور، ص ۱۳۲

۲ نظام الدین احمد، مؤرخ: طبقاتِ اکبری، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۳۴۳

۳ عبدالقادر بدایونی، مؤرخ: منتخب التواریخ مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۱، ۲۶۲ وغیرہ

مذہب بنایا تھا جس کا نام دین الٰہی رکھا اور اُسکے اندر اکبر بادشاہ کی حیثیت مرکزی تھی۔[1]

اکبر بادشاہ کا آخری دور حضرت مجدد الف ثانی کی مجددانہ مساعی جمیلہ کا نقطۂ آغاز یا تمہید ہے۔ ۱۰۱۴ھ ۱۶۰۵ء میں اکبر فوت ہوا اور اُس کا نورالدین نامی بیٹا جو کبھی شہزادہ سلیم کہلاتا تھا وہ جہانگیر کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ جہانگیر بھی اگرچہ اکبر کا بیٹا تھا مگر اُس کے تخت نشین ہوتے ہی نیا مذہب دین الٰہی تو ہمیشہ کے لئے دفن ہو گیا۔ لیکن اُس کے پیدا کردہ جراثیم پورے نظامِ سلطنت اور شاہی محل تک میں گھسے ہوئے تھے۔ جہانگیر کی محبوبہ ملکہ نورجہاں خود اُسی شطرنج کا ایک مہرہ بن کر جہانگیر کے اعصاب پر سوار تھی۔ اس کا باپ اور بھائی جہانگیر کے مقرب اور اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ قصرِ شاہی سے لیکر نظامِ مملکت تک میں ہندوؤں کی ریل پیل تھی۔ ہر کوئی اسے اکبر کی طرح اپنے مذہب کی جانب کھینچنے میں کوشاں تھا۔[2]

اکبر کے پیدا کردہ تمام ناموافق حالات جہانگیر کو ورثے میں ملے تھے اور ایسی صورتِ حال کے اندر اُس کا سلطانِ اسلام بن کر دکھانا ناممکن نہیں تو بڑی حد تک مشکل ضرور تھا کیونکہ سب کچھ دوسروں کے ہاتھوں میں تھا بلکہ خود بھی کسی دوسرے کے پنجرے میں مقید تھا۔ اِن نامساعد حالات میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کی امیدوں کا آخری سہارا ثابت ہوئے۔ اور اُنہوں نے گمراہی کے

---

[1] عبدالقادر بدایونی، مورخ، منتخب التواریخ، مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۶، ۲۷۴ وغیرہ

[2] احمد سرہندی مجدد الف ثانی:۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۴۷

اس بپھرے ہوئے سیلاب کا رُخ موڑ کر گلشن اسلام کو بہاروں سے ہمکنار کر دیا حضرت داتا گنج بخش (المتوفی ۴۶۵ھ) خواجہ معین الدین اجمیری (المتوفی ۶۳۲ھ) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (المتوفی ۶۳۴ھ) اور بابا فرید الدین گنج شکر (المتوفی ۶۶۴ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم وغیرہ بزرگوں کی کمائی کو برباد ہونے سے بچا لیا[1]۔ شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے حضرت مجدد الف ثانی کی بارگاہ میں اس بروقت اقدام پر یوں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

آخر وہ وقت بھی آیا کہ وہی جہانگیر جو آپ کو قتل کروانا چاہتا تھا وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ سب کچھ لوٹ کر ایک سال قلعہ گوالیار میں قید رکھا لیکن حق و صداقت کے پیکر اور سنیت و حنفیت کے بے باک ترجمان کو اس صراط مستقیم سے بال برابر نہ ہٹا سکا۔ جو حبیب پروردگار کے سچے متوالے کو اپنی سلطنت کا جاہ و جلال دکھا کر مرعوب کرنا اور اپنے سامنے جھکانا چاہتا تھا وہ سر توڑ کوششوں کے باوجود اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ بلکہ اپنے جہانگیری جاہ و جلال کے باوجود اُسے ایک سرہندی مرد حق آگاہ کے سامنے جھکنا پڑا اور بار بار جھکنا پڑا۔ اسی لئے راقم الحروف نے عرض کیا ہے۔

تھی ادھر تیری فقیری اور جہانگیری اُدھر
جو جھکانا چاہتا تھا جھک گیا سو بار ہے

---

[1] احمد سرہندی، مجدد الف ثانی :۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۱۶۵، ۱۶۳

مجدد ہر صدی میں ہوتا ہے اور اُس وقت گمراہ گروں نے دین میں جو ملاوٹ کی ہوئی ہو اُسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر باہر پھینک دیتا ہے۔ دین کو ہر قسم کی جمع و تفریق سے خالص کر کے اُس کی مردہ رگوں میں تازہ خون دوڑا دیتا ہے۔ ملّتِ اسلامیہ کا گلشن پھر بہاروں سے ہمکنار ہو جاتا ہے اور مجدّد کے مقابلے پر کوئی گمراہ گر میدان میں ٹھہر نہیں سکتا۔ ایسے نام نہاد مصلحین و مفکّرین صاف صاف مفسدین نظر آنے لگتے ہیں کیونکہ مجدّد اُن کے چہروں پر پڑی ہوئی نقابوں کو اپنی خداداد صلاحیت سے ہٹا کر اُن کے بدنما چہرے سب کو دکھا دیتا ہے۔ جس کا مخبرِ صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوں ذکر فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا [1]	بیشک اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سرے پر اس اُمت کیلئے ایسا آدمی کھڑا کریگا جو اس کیلئے اسکے دین کو تازہ کردے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ اور اِن شاءَ اللہ تعالیٰ قیامت تک ہوتا رہیگا۔ یہ حقیقت ہے کہ نبی ایک وقت میں متعدد بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اولوالعزم پیغمبر ہر ہزار سال کے اندر صرف ایک ہی ہوا ہے۔ اِسی طرح مجدد بھی ہر صدی میں متعدد ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہزار سالہ مجدد جو کہ اولوالعزم پیغمبروں کا نائب ہو وہ ہر ہزار سال کے اندر صرف ایک ہوتا ہے اور اُس کے کام کے اثرات ہزار سالہ مدت پر اثر انداز رہتے ہیں۔ [2]

---

[1] سنن ابوداؤد مترجم شائع کردہ فرید بک اسٹال لاہور، جلد سوم، ص ۳۰۸

[2] احمد سرہندی، مجدد الف ثانی: ۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب ۲۳۴

مثال کے طور پر ملاحظہ فرمائیے کہ چودھویں صدی میں تجدیدِ دین و ملّت کا کام پروردگارِ عالم نے امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء) سے لیا۔ اگر کوئی انصاف پسند گیارھویں اور چودھویں صدی کے سیاسی اور دینی حالات کا غائر نظر سے مطالعہ کرے اور دونوں بزرگوں کے تجدیدی کارناموں کا جائزہ لے تو اُسے بڑی حد تک مماثلت نظر آئے گی۔ اور صاف صاف دیکھ لے گا کہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کا تجدیدی کارنامہ بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تجدید و احیائے اسلام ہی کا ایک باب ہے۔

وہاں تمام مذاہب باطلہ کو ملا کر سرکاری علماء کے ذریعے اسلام کو مٹانے کی غرض سے دینِ الٰہی کے نام سے متحدہ قومیت بنوائی گئی۔ تو یہاں برٹش گورنمنٹ نے اپنے زرخرید علماء سے اسلام کو عیسائیت میں مدغم کرنے کا کام لیا۔ اور گاندھی نے بڑی سحرکاری کے ساتھ اپنے خانہ زاد علماء سے مسلمانوں اور ہندوؤں کو ملا کر متحدہ قومیت بنوالی۔ توحید کے علمبردار کہلانے والے وہ علماء گاندھی جیسے پراسرار دشمنِ اسلام کی امامت و قیادت کو جان و دل سے تسلیم کرکے تا زلیست مسلمانوں سے برسرِپیکار اور ہندوؤں کے یار و غمخوار رہے[1]۔ جبکہ اُن کی معنوی ذریت بھی اپنے بڑوں کی اِس نازیبا روش پر نادم نہیں۔ بلکہ نازاں و فرحاں ہے۔

مذکورہ گاندھوی علماء کی اِس خلافِ اسلام روش پر مشہور دیوبندی صحافی یعنی مولانا ظفر علی خان یوں سراپا احتجاج ہو کر بلبلائے تھے ؎

کانگرس نے پال رکھے ہیں مدینہ کے کچھ اونٹ ❊ عالمِ اسلام ہے اُن بے مہاروں کے خلاف

---

[1] احمد رضا خان، مجدد: - الحجۃ المؤتمنہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۹۴

آخر کار حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششیں بار ور ثابت ہوئیں۔ جہانگیر بڑی حد تک اپنے باپ کی روش سے دُور سے دور ہو گیا اور حضرت مجدد کے خلاف اپنے متکبرانہ اور جارحانہ عزائم سے باز آ گیا۔ کتنے ہی غیر اسلامی قوانین منسوخ کر دیئے۔ اور اُن کی جگہ اسلامی قوانین کا اجراء کیا گیا۔ جو مسجدیں اور اسلامی مدارس منہدم و مسمار کر دیئے تھے۔ اُنہیں دوبارہ تعمیر کروایا گیا۔ قربانی گاؤ کی عام اجازت دی گئی۔ اور قلعۂ کانگڑہ کے سامنے جہانگیر نے خود اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کی۔ بادشاہ کو اسلامی قوانین بتلانے کیلئے علماء کا ایک بورڈ مقرر کیا گیا۔ شراب پر پابندی عائد کر دی گئی۔ یُوں متحدہ ہندوستان میں اسلام کی کامل ترین صورت یعنی سنیت و حنفیت کو دوبارہ فروغ حاصل ہو گیا۔ اِس عظیم الشان کامیابی پر فضاؤں میں یہ نغمہ بلند ہو رہا تھا۔

ے نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

یہ حضرت مجدد الف ثانی کی پُرخلوص اور انتھک محنت کا نتیجہ تھا کہ بادشاہ نورالدین جہانگیر (المتوفی ۱۰۳۷ھ ۱۶۲۷ء) میں اتنی تبدیلی آئی۔ آپ کے جانشینوں نے یہ مہم جاری رکھی اور دنیا نے دیکھا کہ جہانگیر سے اُس کا بیٹا شاہجہان (المتوفی ۱۰۶۸ھ ۱۶۵۸ء) بہتر ثابت ہوا اور شاہجہان سے اُس کا بیٹا سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۱۸ھ ۱۷۰۷ء) نہ صرف بہتر ثابت ہوا بلکہ اسلام کی عظمت کا نشان بن کر آسمانِ ہدایت پر جلوہ افروز ہوا۔ وہ حق و صداقت یعنی اسلام کی کامل ترین صورت سنیت و حنفیت کے فروغ کا علمبردار بن کر

منظر پہ آیا۔ مکمل اسلامی قوانین کا نفاذ ہوا۔ تمام غیر اسلامی قوانین منسوخ کر دیئے گئے اور ملکی قوانین کا پانچ سو علماء کے ذریعے مجموعہ تیار کر دیا گیا جو فتاویٰ عالمگیری کے نام سے رہتی دنیا تک مشعلِ راہ کا کام دیتا رہے گا :

اورنگ زیب کے جانشین جیسے اور جو کچھ بھی تھے لیکن ان کا مجموعۂ قوانین اور ملکی دستور یہی فتاویٰ عالمگیری رہا۔ غرضیکہ فقہ حنفی کو جہاں دیگر کتنے ہی ممالک میں دستور اور آئین سلطنت کی حیثیت حاصل رہی وہاں متحدہ ہندوستان میں بھی فقہ حنفی نے مدتوں دستور اور آئین کی صورت میں حکومت کی ہے۔ آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر سے انگریزوں نے حکومت چھینی تب بھی فقہ حنفی کا راج تھا۔ چاہیے تھا کہ جب خدائے ذوالمنن نے ہمیں انگریز کی غلامی سے نجات دی تو پاکستان بنتے ہی فقہ حنفی کے آئین کو فوراً جاری کر دیا جاتا لیکن ایسا نہ ہوا۔ اور اڑتیس ۳۸ سال گزرنے پر بھی ایسا نہ ہو سکا۔ اس ستم ظریفی کی اگرچہ متعدد وجوہات ہیں لیکن ملک کے سرمایہ دار یعنی حکمران طبقے اور انگریز کے تیار کردہ فرقوں کی مفاہمت اور ملی بھگت کا اس میں سب سے زیادہ دخل ہے اللہ تعالیٰ سارے مدعیانِ اسلام کو صحیح زاویۂ نظر سے سوچنے اور ملک و ملت کی بہتری کے لئے کام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے تاکہ سب کا دنیا و آخرت میں بھلا ہو۔ آمین۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو می گویم
تو از سخنم خواہ پند گیر و خواہ ملال

امام اعظم اکابرِ امت کی نظر میں

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نامِ نامی و اسمِ گرامی نعمان بن ثابت بن نعمان (زوطی) بن مرزبان ہے۔ لقب امامِ اعظم اور کنیت ابوحنیفہ ہے۔ یہ کنیت آپ کی کسی صاحبزادی کے باعث نہیں بلکہ ملّتِ حنفیہ کا عدیم المثال امام ہونیکی وجہ سے وصفی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میدانِ محشر کے اندر تمام انسانوں کی ایک سو بیس ۱۲۰ صفیں ہونگیں۔ اسی ۸۰ صفیں اُمتِ محمدیہ کی اور چالیس ۴۰ تمام اُممِ سابقہ کی۔ جائے غور ہے کہ ہر دور میں اُمتِ مرحومہ کا تقریباً تین چوتھائی حصہ مقلدینِ امامِ اعظم پر مشتمل رہا اور انشاءاللہ تعالیٰ تا قیامت رہے گا۔ اس لحاظ سے میدانِ حشر میں احناف کی گویا ساٹھ صفیں ہونگیں یعنی جملہ اُممِ سابقہ سے ڈیڑھ گنا۔ دریں حالات اِن کے سوا امامِ اعظم کا لقب اور کس کو زیب دیتا ہے۔ اور حضرت نعمان بن ثابت کی وصفی کنیت ابوحنیفہ نہ ہوتی تو اور کس کی ہوتی؟ اسی لئے امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸۱ھ ۷۹۸ء) نے اپنے تاثرات کا کیا خوب اظہار فرمایا ہے۔

لقد زان البلاد ومن علیھا
امام المسلمین ابی حنیفہ

مشہور روایت کے مطابق امامِ اعظم کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی محققین کے نزدیک آپ کا تابعی ہونا شک و شبہ سے بالاتر ہے کیونکہ آٹھ

دس صحابۂ کرام سے آپ کی ملاقات ثابت کی جاتی ہے۔ آپ نے بعض اصحاب سے روایت حدیث بھی کی ہیں جبکہ ایسی روایات کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے۔ بہرحال آپ تابعی ہیں اور صحابۂ کرام سے چند حدیثیں روایت کرنے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا۔ یہ ایسی سعادت ہے جو دیگر ائمہ مجتہدین میں سے کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوئی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔

امامِ اعظم کا آبائی پیشہ کپڑے کی تجارت تھا اور آپ نے بھی اسی کو اپنائے رکھا۔ اقتصادی لحاظ سے زندگی خوشحال تھی لیکن امراء و سلاطین سے کنارہ کش رہے اور مال کے ذریعے مستحق افراد و طالبانِ علم کو دل کھول کر نوازتے رہے۔ ابتدا میں توجہ صرف تجارت پر رہی۔ لیکن نوجوانی میں علم کی طرف مائل ہوئے تو ایسا کمال دکھایا کہ باکمال حضرات بھی محوِ حیرت رہ گئے۔ کتاب و سنّت میں دسترس حاصل کر لینے کے بعد خیال آیا کہ کتاب و سنّت کے مفہوم و مطالب کو محفوظ کیا جائے۔ کیونکہ گمراہی و بے راہ روی کے سیلاب جب بھی آئے تو اسی جانب سے آئیں گے۔ چنانچہ آپ نے چالیس ایسے افراد کا ایک بورڈ بنایا جو اپنے اپنے میدان میں یگانۂ روزگار تھے۔ مجلسِ مذاکرہ منعقد ہوتی اور مسائل پر قرآن و حدیث کی روشنی میں تمام حضرات کامل غور و خوض کرتے۔ علامہ خطیب بغدادی (المتوفی ۴۶۳ھ/۱۰۷۱ء) نے اس بورڈ کے اہم اراکین کا ذکر یوں کیا ہے۔

کان اصحاب ابی حنیفۃ الذین یذا کرونہ ابو یوسف و زفر و داؤد الطائی و اسد بن عمرو و عافیۃ	امام ابو حنیفہ کے جو اصحاب مذاکرات میں حصّہ لیا کرتے وہ ابو یوسفؒ، زفرؒ، داؤد طائیؒ، اسد بن عمروؒ، عافیہ اودی

الاودی والقاسم بن المعن وعلی بن مسھر ومندل وحیان ابناء علی کانوا یخوضون فی المسئلة [1]

قاسم بن معین، علی بن مسھر، علی کے دونوں صاحبزادے مندل اور حبّان تھے۔ یہ حضرات مسائل کے اندر غور وخوض کیا کرتے تھے۔

امام اعظم ابوحنیفہ نے یہ سب کچھ اسلام و مسلمین کی خیرخواہی کے جذبے سے سرشار ہو کر کیا اور حق تو یہ ہے کہ خیرخواہی کا وہ حق ادا کیا جس کی نظیر ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ آپ اُس محفلِ مذاکرہ کے میرِ مجلس ضرور ہوتے۔ کیونکہ علمی لحاظ سے اپنی مثال آپ تھے۔ لیکن کبھی اپنی رائے کو یا اپنی تحقیق کو حرفِ آخر قرار نہیں دیا۔ ہوتا یوں کہ دوسرے حضرات مسئلے پر کتاب و سنّت کی روشنی میں بحث کرتے۔ صحیح پہلو معلوم کرنے پر بحث و تمحیص ہوتی رہتی اور منزلِ مقصود پر پہنچ جاتے تو فبہا ورنہ امامِ اعظم بھی بحث میں شامل ہو جاتے۔ اُس موقف کی کمزوری جس تک دوسرے پہنچے ہوتے اور صحیح موقف کے دلائل پیش فرماتے۔ اِس طرح جس مسئلہ پر جملہ حضرات کا اتفاق ہو جاتا اُسے لکھ لیا جاتا تھا۔ صدر الائمہ موافق بن احمد مکّی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۶۸ھ ۱۱۷۲ء) نے مذکورہ مجلس مذاکرہ کے بارے میں یوں وضاحت فرمائی ہے۔

فوضع ابوحنیفة رحمة اللہ مذھبه شورٰی بینھم لم یستبد فیه بنفسه دونھم اجتھاداً منه فی الدین ومبالغة

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مذہب اُن کے درمیان مشورے کیلئے رکھا ہوا تھا۔ اُن کے بغیر وہ اپنی رائے کو

---

[1] تاریخ بغداد، جلد ۲۲، ص ۱۰۸

فی النصیحۃ للہ و رسولہ والمؤمنین فکان تلقی مسئلۃ مسئلۃ ویسمع ما عندھم مایقول ما عندہ ویناظرھم شھراً او اکثر من ذٰلک حتی یستقر احد الاقوال فیھا ثم یثبتھا ابویوسف فی الاصول حتیٰ اثبت الاصول کلھا

حرفِ آخر قرار نہیں دیا کرتے تھے۔ ایسا انہوں نے دین کی احتیاط و نزاکت کے پیشِ نظر نیز اللہ رسول اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے جذبے سے سرشار ہو کر کیا تھا۔ ایک ایک مسئلہ پیش ہوتا۔ دلائل سُنے اور سُنائے جاتے۔ بعض اوقات مہینہ بھر یا زیادہ عرصہ بحث جاری رہتی۔ جب ایک نکتے پر اتفاق ہو جاتا تو امام ابویوسف اُسے اصول میں لکھ لیتے یوں تمام اصول مرتب ہوئے۔

مائیہ ناز علمی ہستیوں کی اِس مجلسِ مذاکرہ کے ذریعے امام المسلمین ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے شریعتِ مطہرہ کے اکثر مسائل کی کتاب و سنّت سے قریب تر صورت متعین کر لی اور اُسے ضبطِ تحریر میں لایا گیا۔ جو مذہب حنفی کے نام سے چار دانگِ عالم میں مشہور ہے۔ اور جس کے کتاب و سنّت سے قریب تر ہونے کو اُمت مرحومہ کے اکثر افراد نے ہر دَور میں تسلیم کیا ہے۔ اِس مجلسِ مذاکرہ کے ذریعے جو مسائل طے کئے گئے۔ اُن کی تعداد کے بارے میں گیارھویں صدی کے مجدّد اور مشہور محدّث یعنی مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری (المتوفی ۱۰۱۴ھ ۱۶۰۵ء) نے فرمایا ہے۔

لہ مناقب موفق، جلد دوم، ص ۱۳۳

انه وضع ثلاثة آلاف وثمانين الف مسئلة منها ثمانية وثلاثون الفاً في العبادة والباقي في المعاملات [1]

انہوں نے تراسی [۸۳] ہزار مسائل طے فرمائے جن میں سے اڑتیس [۳۸] ہزار کا تعلق عبادات سے ہے۔ اور باقی مسائل متعلقہ معاملات ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس عظیم الشان وعدیم المثال کارنامے کے پیش نظر نویں صدی ہجری کے مجدّد اور شافعی مذہب رکھنے والے خاتم الحفّاظ علاّمہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۱۱ھ ۱۵۰۴ء) نے حقیقت بیان کرتے ہوئے کیا ہی دل لگتی بات کہی ہے۔

انه اوّل من دوّن علم الشريعة ورتبها ابواباً ثم تبعه مالك بن انس في ترتيب الموطا لم يسبق ابا حنيفة احد لانّ الصحابة رضى الله عنهم والتابعين لم يضعوا في علوم الشريعة ابواباً مبوبة ولا كتبا مرتبة وانما كانوا يعتمدون على قوة حفظهم فلما راى ابوحنيفة العلم منتشراً وخاف عليه الضياع دوّنه فجعله ابواباً [2]

بیشک وہی (امام ابوحنیفہ) سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدوّن مرتب کیا اور امام مالک بن انس نے مؤطا کی ترتیب میں ان کی پیروی کی۔ اس میدان میں امام ابوحنیفہ سے سبقت لے جانے والا کوئی نہیں۔ کیونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین نے علم شرع کو ابواب پر تقسیم کرکے کوئی کتاب مرتب نہیں فرمائی۔ کیونکہ انہیں اپنی قوت حافظہ پر پورا اعتماد تھا۔ جب امام ابوحنیفہ نے

---

[1] ذیل الجواہر، جلد دوم، ص ۴۷۲
[2] تبییض الصحیفہ فی مناقب ابوحنیفہ، مطبوعہ لاہور، ص ۳۶

علم کو منتشر دیکھا تو ضائع ہونے کے خطرے کو محسوس کر کے اُسے ابواب کے تحت مدوّن فرما دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض معجز نما صلاحیتوں اور کمالات کا اظہار اُمتِ محمدیہ کے بعض کامل ترین افراد کے ہاتھوں مقدر تھا۔ گویا اس آسمان کے بعض ستارے بھی اس درجہ منوّر ہوں گے کہ دیکھنے والوں کو اُن پر سورج ہونیکا گمان گزرے گا۔ قسّامِ ازل نے جن خوش بخت حضرات کے سروں پر تاجِ فضیلت رکھا یا رکھا جائے گا۔ انہیں میں سے ایک حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے ذریعے سرورِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اجتہادی قوت وصلاحیت کا اظہار ہوا۔ اسی خداداد اور عدیم المثال صلاحیت کے ذریعے امامِ اعظم نے وہ اجتہادی کارنامہ سرانجام دیا جو کسی بھی دوسرے بزرگ سے بن نہ پڑا اور بن کیسے پڑتا جبکہ قدرت نے اس سعادت سے نوازنے کیلئے امامِ اعظم کو مخصوص کر لیا تھا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔

یہی وجہ ہے کہ ملتِ اسلامیہ کی یگانہ روزگار علمی ہستیوں نے ہر دور میں امامِ اعظم ابو حنیفہ کے اس عدیم المثال علمی کارنامے کو سراہا اور آپ کی اجتہادی رفعت کے آگے سرِ تسلیم خم کیا ہے۔ جتنی جس کو نظر ملی اُسی کیمطابق وہ دیکھ سکا اور جو آسمانِ اجتہاد کے اس مہرِ درخشاں کو دیکھ نہ سکا اُس کا گلہ کیا کہ دیکھنے والوں میں اُس کا شمار کب ہے؟ حافظ شمس الدین ابو عبداللہ الذہبی

رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۴۸ھ ۔ ۱۳۴۶ء) نے امام ابوحنیفہ کے ہم سبق یعنی امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر محدّث کا ایک بیان یوں نقل کیا ہے۔

طلبت مع ابی حنیفۃ الحدیث فغلبنا واخذنا فی الزھد فبرع علینا وطلبنا معہ الفقہ فجاء منہ ماترون[1]	میں نے امام ابوحنیفہ کے ساتھ علم حدیث حاصل کیا تو وہ ہم پر غالب رہے۔ زہد اختیار کیا تو پھر بھی سبقت وہی لے گئے اور اُن کے ساتھ فقہ حاصل کی تو اُن کا کمال تمہارے سامنے ہے۔

آسمانِ علم وعرفان کے نیّرِ تاباں، علمِ حدیث کے بحرِ زخّار اور امام ابوحنیفہ کے ہم عصر وخوشہ چیں یعنی امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸۱ھ ۷۹۶ء) کا اِسی سلسلے میں ایک بیان مولانا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ ۱۶۰۴ء) نے یُوں نقل کیا ہے۔

لاتقولوا رائی ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ ولکن قولوا انہ تفسیر الحدیث[2]	یوں نہ کہو کہ یہ امام ابوحنیفہ کی رائے ہے بلکہ یُوں کہو کہ یہ حدیث کی تفسیر ہے۔

امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۸۵ھ ۷۷۴ء) کا درج ذیل، بیان امامِ ابوحنیفہ کے سرخیلِ محدثین اور مرجعِ علماء ہونیکا ایک واضح ثبوت ہے۔ موصوف نے فرمایا ہے۔

---

[1] مناقب ابی حنیفہ، مطبوعہ مصر، ص ۲۷

[2] ذیل الجواہر، جلد دوم، ص ۴۶۰

کان کبراء المحدثین مثل زکریا بن ابی زائدہ و عبد الملک بن ابی سلیمان و اللیث بن ابی سلیم و مطرف بن طریف و حصین ھو ابن عبد الرحمن وغیرھم یختلفون الی ابی حنیفۃ ویسئلونہ عما ینوبھم من المسائل اما اشتبھۃ علیھم من الحدیث ؎

اکابر محدثین جیسے زکریا بن ابو زائدہ، عبد الملک بن ابو سلیمان، لیث بن ابی سلیم، مطرب بن طریف اور حصین بن عبد الرحمن جیسے حضرت امام ابو حنیفہ کے پاس حاضر ہوا کرتے اور جو انہیں مسائل پیش آتے یا انہیں کسی حدیث میں اشتباہ ہوتا تو اسے امام ابو حنیفہ کے حضور پیش کیا کرتے تھے۔

مشہور محدث، یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۶ھ ۸۲۱ء) اپنے حلقۂ درس میں امام اعظم ابو حنیفہ کے ارشادات سنا رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنائیے اور لوگوں کی باتیں چھوڑیئے۔ یزید بن ہارون نے اس بات کا اثر لیا اور اس شخص کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ وہ آج بھی معاندین امام اعظم کو دعوتِ غور و فکر دے رہا ہے۔

لکن ھمتکم السماع والجمع لو کان ھمتکم العلم لطلبتم تفسیر الحدیث و معانیہ و نظرتم فی کتب ابی حنیفۃ و فی اقاویلہ فیفسر لکم الحدیث و زجر

تمہارا مقصد حدیثیں سننا اور جمع کرنا ہے۔ اگر تمہیں علم حاصل کرنا مقصود ہوتا تو حدیث کی تفسیر اور اس کے مطالب و معانی معلوم کرتے اور امام ابو حنیفہ کی

نوٹ: حوالے دوسری جانب ہیں۔

الرجل واخرجه من مجلسه [۱] — کتابیں اور اقوال دیکھتے جو تمہارے لئے حدیث کی تفسیر کرتے ہیں پھر اُس آدمی کو جھڑکا اور اپنی مجلس سے نکال دیا۔

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۷ھ ۸۱۱ء) جیسے جلیل القدر محدث کے امام اعظم کے بارے میں تاثرات کو حافظ ابو محمد عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف الصفار علیہ الرحمہ کی زبانی یوں نقل کیا ہے۔

یقول سمعت وکیعا یقول لقد وجد الورع عن ابی حنیفۃ فی الحدیث مالم یوجد من غیرہ۔ [۳] — وہ کہتے کہ میں نے امام وکیع کو فرماتے ہوئے سُنا کہ حدیث میں جیسی احتیاط امام ابو حنیفہ کے یہاں دیکھی وہ کسی دوسرے میں پائی نہیں گئی۔

جرح وتعدیل کے نامور امام، یگانۂ روزگار محدث یعنی یحییٰ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۳۲ھ ۸۴۶ء) نے فرمایا ہے۔

العلماء اربعہ الثوری وابوحنیفۃ ومالک والاوزاعی۔ [۴] — جلیل القدر عالم چار ہیں۔ سفیان ثوری، ابو حنیفہ، مالک اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہم

جو بھی صاحبِ کمال ہو اُس کے لئے حاسدین کا معرضِ وجود میں آنا ناگزیر ہے۔

---

[۱] مناقب موفق، جلد دوم، ص ۱۴۸

[۲] 〃 〃 〃 ص ۴۸

[۳] مناقب الامام الاعظم، جلد اوّل، ص ۱۹۷

[۴] البدایہ والنہایہ، جلد اوّل، ص ۱۱۶

ایسا ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہیگا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو کشورِ اجتہاد و فقاہت کے فرماں روا ہیں بھلا پھر ان کے حاسدین و معاندین کا شمار کون کر سکتا ہے؟ امامِ اعظم جونہی آسمانِ اجتہاد پر مہرِ درخشاں بن کر ضیاء پاشی کرنے لگے تو ایک دنیا حسد کی آگ میں جل بھن کر رہ گئی۔ ایسے ہی ایک صاحب نے امام وکیع بن جراح علیہ الرحمہ کے سامنے امامِ اعظم پر اعتراض کیا۔ امام وکیع نے جو جواب دیا وہ کتنا وزنی اور حقیقت پر مبنی ہے اور ہر انصاف پسند کو دعوتِ غور و فکر دے رہا ہے۔ چنانچہ محمد بن عثمان بن کرامہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۵۶ھ ۸۶۸ء) کی زبانی وہ جواب ملاحظہ ہو۔

قال کنا عند وکیع یوماً فقال رجل اخطاء ابوحنیفۃ فقال وکیع کیف یقدر ابو حنیفۃ یخطئ ومعہ مثل ابی یوسف و زفر فی قیاسہما ومثل یحییٰ بن ابی زائدۃ وحفص بن غیاث وحبان و مندل فی حفظہم الحدیث والقاسم بن معن فی معرفتہ باللغۃ والعربیہ داؤد الطائی وفضیل بن عیاض فی زھدھما وورعھما۔ من کان ھؤلاء جلساءہ لم یکد یخطئ لانہ ان اخطاء ردوہ [1]

فرمایا ایک روز ہم امام وکیع کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ ابوحنیفہ سے غلطی ہو گئی۔ امام وکیع نے فرمایا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امام ابوحنیفہ غلطی کریں۔ جبکہ ابو یوسف اور زفر جیسے ماہرینِ قیاس، یحییٰ بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث، حبّان اور مندل جیسے حفاظِ حدیث، قاسم بن معن جیسا ماہر لغت و ادبِ عربی اور داؤد طائی و فضیل بن عیاض جیسے صاحبان زہد و ورع اُن کے ہم مجلس ہوں۔

جس کے ہمنشین ایسے ہوں وہ
کیسے غلطی کرسکتا ہے؟ اگر وہ (امام اعظم)
غلطی کرتے تو یہ حضرات انہیں روک
لیتے۔

علامہ محمد بن محمود الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۶۵ھ ۱۲۶۶ء) نے مذکورہ بالا جواب پیش کرتے کے بعد بتایا امام وکیع بن الجراح علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا حجت قائم فرمانے کے بعد معترضین و معاندین امام اعظم کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا وہ علامہ خوارزمی کے لفظوں میں ملاحظہ ہو۔

ثم قال وکیع رحمہ اللہ والذی یقول مثل ھذا کالانعام بل ھم اضل[۲]

پھر امام وکیع رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو ایسی بات کہے وہ جانوروں کی طرح ہے یا اُن سے بھی زیادہ گم کردہ منزل۔

مشہور محدث، حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۶۵ھ ۹۷۵ء) نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مصاحب یعنی امام اسد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۰ھ ۸۰۴ء) کی محدثانہ شان کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

---

[۱] تاریخ بغداد، جلد ۱۴، ص ۲۴۷

[۲] جامع المسانید، جلد اوّل، ص ۳۳

ولیس فی اصحاب الرائی بعد ابی حنیفة اکثر حدیثاً منه ؎۱	فقہاء میں امام ابوحنیفہ کے بعد امام اسد بن عمرو سے زیادہ حدیثیں جاننے والا کوئی نہیں ہوا۔

امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا معاندین امام اعظم کے بارے میں ایک قول صدر الائمہ امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۶۸ھ ۱۱۷۲ء) نے یوں نقل فرمایا ہے۔

وابا حنیفة قاضی قضاة العلماء من قال لك سوی هذا فارمه فی کناسة بنو سلیم۔ ؎۲	امام ابوحنیفہ علماء کے قاضی القضاۃ ہیں۔ جو تجھ سے اس کے خلاف کوئی بات کہے تو اسے بنی سلیم کی کوڑی پر پھینک دے۔

ائمہ مجتہدین کو تلیل الحدیث بتلانے والے لوگوں کا تعاقب کرتے ہوئے مشہور مورخ علامہ ابن خلدون (المتوفی ۸۰۸ھ ۱۴۰۵ء) نے فرمایا ہے۔

فابوحنیفة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه یقال بلغت روایته الی سبعة عشر حدیثاً او نحوها و مالك رحمه اللّٰه تعالیٰ انما صح عنده مافی الکتب موطا غایتها ثلاث مائة حدیث	امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے سترہ یا اس کے لگ بھگ حدیثیں روایت کی ہیں اور امام مالک کے نزدیک صحیح حدیثیں وہی ہیں جو موطا کتاب

؎۱ لسان المیزان، ترجمہ امام اسد بن عمرو

؎۲ مناقب موفق، جلد دوم، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ص ۲۵

ادنخوھا احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فی مسندہ خمسون الف حدیث ولکل ما اداہ الیہ اجتہادہ فی ذلک وقد یقول بعض المبغضین المتعصبین الیٰ ان منھم من کان قلیل البضاعۃ فی الحدیث فلھذا قلت روایتہ ولا سبیل الیٰ ھذا المعتقد فی کبار الائمۃ [1]

میں ہیں، جن کی تعداد تین سو کے قریب ہے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں پچاس ہزار احادیث ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے اسی ذخیرۂ معلومات میں اجتہاد کیا ہے جبکہ بعض بغض و عناد رکھنے والے اور متعصب لوگ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ان حضرات کی علم حدیث میں پونجی ہی تھوڑی تھی اسی لئے تھوڑی سی حدیثیں روایت کرسکے لیکن اتنے بڑے اماموں کے بارے میں ایسے بے سروپا نظریات رکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

حافظ ابوبکر بن ثابت المعروف بہ خطیب بغدادی (المتوفی ۴۶۳ھ ۱۰۷۰ء) اور قاضی شمس الدین ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۸۱ھ ۱۲۸۲ء) وغیرہ بعض حضرات جوشِ تنقید میں کچھ ایسی باتیں بھی امام اعظم ابوحنیفہ کے بارے میں نوکِ قلم پہ لے آئے جو اُن حضرات کی شان کے ہرگز شایاں نہ تھیں اور نہ وہ حضرت امام اعظم پر کسی طرح چسپاں ہوتی ہیں کہ اُمتِ محمدیہ کے مایۂ ناز امام اور آسمانِ اجتہاد کے مہرِ درخشاں کو ستارہ منوانے کی کوشش کی جائے

[1] مقدمہ ابن خلدون، ص ۴۴۴

اور اُن پر تثلیث حدیث و تثلیث عربیت وغیرہ کے الزام لگائے جائیں ایسی باتوں کے پیش نظر حافظ محمد بن ابراہیم الوزیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۴۰ھ ۱۴۳۷ء) نے امام اعظم کے معاندین و حاسدین کو یوں فہمائش کی ہے۔

ولو کان الامام ابو حنیفۃ جاھلا و من حلیۃ العلم عاطلا ما تطابقت جبال العلم من الحنفیۃ علی اشتغال بمذھبہ کالقاضی ابی یوسف و محمد بن الحسن الشیبانی والطحاوی وابی الحسن الکرخی و اشالھم و اضعافھم فعلماء الطائفۃ الحنفیۃ فی الھند والشام و مصر و الیمن والجزیرۃ والحرمین والعراقین منذ مائۃ و خمسین من الھجرۃ الی ھذا التاریخ یزید علی ست مائۃ سنۃ فھم الوف لا یحصرون وعددھم لا یحصون من اھل العلم والفتوی والورع فکیف یجتری ھذا المعترض ویجوز علیھم انھم تطابقوا علی الاسناد اعلی عامی جاھل۔ [1]

اگر امام ابو حنیفہ جاہل اور زیورِ علم سے محروم ہوتے تو احناف سے قاضی ابو یوسف امام محمد بن حسن شیبانی، امام طحاوی، امام ابو الحسن کرخی جیسے علم کے پہاڑ اور ان جیسے دیگر اکابر کبھی امام ابو حنیفہ کے مذہب سے اتفاق کرنا گوارا نہ کرتے۔ پس وہ بے شمار حنفی علماء جو متحدہ ہندوستان شام، مصر، یمن، جزیرہ، حرمین شریفین اور سارے عراق میں ۱۵۰ھ سے آج کی تاریخ تک اس چھ سو سال سے زائد عرصے میں ہو گزرے ہیں جو ہزاروں بلکہ شمار سے باہر ہیں۔ ممالک مختلفہ میں رہنے کے باعث وہ اہل علم و فتویٰ اور صاحبِ ورع و تقویٰ تھے۔ اس کے باوجود یہ معترض کس

[1] الروض الباسم، جلد اول، ص ۱۶۰۔

طرح جرأت کرتا ہے۔ اور ان بزرگوں
کے حق میں جائز رکھتا ہے کہ وہ ایک
عامی اور جاہل آدمی کی پیروی پر متفق
ہو گئے۔

بعض حضرات امام اعظم ابو حنیفہ کے عالی منصب کو پہچان نہ سکے اور اُن
کے مقامِ اجتہاد تک رسائی نہ ہونے کے باعث آسمانِ اجتہاد کے اس مہر
درخشاں اور مملکتِ فقاہت کے اس فرمانروا پر اعتراضات کر بیٹھے۔ جو
اُن حضرات کے ہرگز شایانِ شان نہ تھا۔ اُس افسوسناک صورتِ حال کے
پیشِ نظر امام شمس الدین سخاوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۰۲ھ
۱۴۹۶ء) نے کیسی منصفانہ اور دل لگتی بات کہی ہے۔

واما اسندہ الحافظ ابو الشیخ فی کتاب السنہ لہ من الکلام فی حق بعض الائمۃ المقلدین وکذا الحافظ ابو احمد بن عدی فی کاملہ والحافظ ابو بکر الخطیب فی تاریخ بغداد واخرون ممن تبعھم کابن ابی شیبۃ فی مصنفہ والبخاری والنسائی مما کنت انزھھم من ایرادہ مع کونھم مجتہدین ومقاصدھم جمیلۃ فینبغی تجنب اتباعھم	اور جو حافظ ابو الشیخ نے اپنی کتاب السنہ میں بعض ایسی عبارتیں لکھی ہیں جو اُن ائمہ دین کے خلاف ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہے۔ اسی طرح حافظ ابو احمد بن عدی نے کامل میں اور حافظ ابو بکر خطیب نے تاریخ بغداد میں اور دیگر حضرات نے بھی اسی طرح کلام کیا ہے جیسے ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور امام بخاری و امام نسائی نے

نیہ ۔ ۱؎

میں اِن حضرات کے ایسے کلام سے پرہیز کرتا ہوں اگرچہ وہ مجتہد تھے اور نیت نیک تھی ۔ لیکن اس امر میں اُن کی پیروی سے اجتناب کرنا چاہیے ۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر علامہ خطیب بغدادی نے تاریخِ بغداد میں جس طرح کیا ۔ اُس پر صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے ۔ حافظ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۴۲ھ ۱۵۳۵ء) نے یوں انصاف کا حق ادا کیا اور سوادِ اعظم کی ترجمانی فرمائی ہے ۔

ولا تغتر بما نقله حافظ ابوبکر بن ثابت الخطیب البغدادی مما یخل بتعظیم الامام ابی حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ فان الخطیب وان نقل کلام المادحین فقد اعقبه بکلام غیرهم فشان کتابه بذٰلك اعظم شین وصار بذٰلك اعظم شین صدف الکبار والصغار ۔ لقا نورة لا تغسلها البحار ۔ ۲؎

اُن باتوں سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے ۔ جو حافظ ابوبکر بن ثابت خطیب بغدادی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نقل کی ہیں ۔ اگرچہ خطیب بغدادی نے تعریف کرنے والوں کا کلام پہلے نقل کیا ہے ۔ لیکن اُس کے بعد معاندین کا کلام نقل کر کے کتاب میں بہت بڑا عیب پیدا کر دیا ۔ جس کے باعث وہ بڑے چھوٹوں کی ملامت

۱؎ الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ ص ۴۹

۲؎ عقود الجمان بحوالہ مقامِ ابی حنیفہ، ص ۲۷۰

کا نشانہ بن کر رہ گئے اور یہ ایسی گندگی
ہے جو سمندروں سے بھی نہیں دھل
سکتی۔

بعض معاندین نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام لگایا کہ وہ کتاب و سنّت پر قیاس کو مقدم رکھتے تھے۔ امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۳ھ ۱۵۶۵ء) نے اس الزام کی حقیقت بیان کرتے ہوئے معاندین امام اعظم کو یوں فہمائش کی ہے۔

فصل فی بیان ضعف قول من نسب الامام ابا حنیفۃ الیٰ انہ یقدم القیاس علیٰ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم انّ ھٰذا الکلام صدر من متعصب علی الامام متھور فی دینہ غیر متورع فی مقالہ غافلا عن قولہ تعالیٰ اِنَّ السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا[1]

یہ فصل اُن لوگوں کے قول کی تضعیف میں ہے۔ جو امام ابو حنیفہ کی جانب یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر قیاس کو مقدم رکھتے تھے۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ بات امام موصوف سے تعصب رکھنے کے باعث اُس شخص سے صادر ہو سکتی ہے جو دین میں شُتر بے مُہار زبان کو بے لگام رکھنے والا اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے غافل ہو کہ بیشک کان آنکھ اور دل، ان کے متعلق

---

[1] المیزان جلد اوّل، ص ۵۶

باز پرس ہوگی۔

یہی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شرع کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے معاندینِ امام اعظم کو یوں فہمائش کرتے ہیں۔

فاولٰهم تبرّیًا من کل رائی یخالف الشریعۃ الامام الاعظم النعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ خلاف ما یضیفہ بعض المتعصبین دیا فضیحتہ یوم القیامۃ من الامام اذا وقع الوجہ فی الوجہ[1]۔

خلافِ شرع رائے کو دیکھ کر بیزار ہونے والوں میں امام اعظم نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ سرفہرست ہیں۔ اس کے برعکس بعض متعصب لوگ جو اُن پر الزام تراشی کرتے ہیں انہیں قیامت کے روز بڑی رسوائی ہوگی۔ جبکہ وہ امام اعظم کے رُوبرو ہوں گے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریق اجتہاد پر گفتگو کرتے ہوئے جلیل القدر محدث یعنی حافظ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۳ھ ۱۵۶۵ء) نے بتایا کہ امام اعظم کی نظر میں قیاس کا کیا درجہ تھا اور شرعی احکام میں وہ اپنی رائے اور اجتہاد کو کیا درجہ دیتے تھے؟ چنانچہ وہ رقمطراز ہیں۔

اعلم انہ یتعین علیك ان لا تفہم من اقوال العلماء عن ابی حنیفۃ واصحابہ انہم اصحاب الرائی ان مرادہم بذلك تنقیصہم ولا نسبتہم الی النحصم

اس ضروری بات کا تمہیں علم ہونا چاہیے کہ اُن علمائے کرام کے اقوال سے جنہوں نے امام اعظم اور اُن کے ساتھیوں کو اصحاب الرائے کہا ہے۔ یہ نہ سمجھ

---

[1] المیزان، جلد اوّل، ص ۵۰

يقدمون رأيهم على سنة رسول الله صلى
الله عليه وسلم ولا على قول اصحابه لانهم
برآء من ذلك فقد جاء من ابي حنيفة
من طرق كثيرة ما ملخصه انه اولا
ياخذ بما في القرآن فان لم يجد فبالسنة
فان لم يجد فبقول اصحابه فان اختلفوا اخذ
بما كان اقرب الى القرآن او السنة من
اقوالهم ولم يخرج منهم فان لم يجد لاحد
منهم قولا لم ياخذ بقول احد من
التابعين بل يجتهد كما اجتهدوا[1]

لینا کر وہ آپ پر یہ الزام عائد کرتے تھے کہ
معاذ اللہ امام صاحب اپنی رائے کو
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
سنّت اور اقوالِ صحابہ پر مقدم رکھتے
تھے۔ اُن کا دامن اس سے پاک ہے۔
امام ابوحنیفہ کا طریقِ اجتہاد ہم تک متعدد
طرق سے پہنچا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے
کہ سب سے پہلے وہ قرآنِ کریم میں حکم
تلاش کرتے۔ اگر نہ پاتے تو سنّت رسول
دیکھتے۔ ایسی سنّت نہ ملتی تو اقوالِ صحابہ
کی سند پکڑتے۔ اگر صحابہ کے درمیان
اختلاف ہوتا تو اُس قول کو لیتے جو قرآن و
سنّت سے زیادہ قریب ہوا اور اس
دائرے سے باہر نہ نکلتے تھے۔ اگر
کسی بھی صحابی کا قول نہ ملتا تو تابعین
میں سے کسی کے قول کی سند نہ پکڑتے
بلکہ اُن کی طرح خود بھی اجتہاد کیا
کرتے۔

[1] الخیرات الحسان، مطبوعہ مصر، ص ۲۶، ۲۷

امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں اُمتِ محمدیہ کی مذکورہ یگانۂ روزگار ہستیوں نے جو کچھ کہا وہ انصاف اور حقیقت پر مبنی ہے۔ انہوں نے وہی کہا جو انہیں کہنا چاہیے تھا۔ انصاف و دیانت کا تقاضا یہی ہے۔ علم الیقین کا مقتضیٰ بھی یہی ہے حقیقت نفس الامری بھی یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ وہ خوش نصیب ہستی ہیں جو سارے آئمہ سے ممتاز۔ سراجِ اُمتِ محمدیہ اور سوادِ اعظم کے امام ہیں انہیں امامِ اعظم کہا جائے اور امام المسلمین مانا جائے۔ کتاب و سنّت کے سمجھنے یعنی اجتہادی صلاحیت میں وہ اپنی نظیر آپ ہوئے ہیں۔ وہ اہلِ علم کے سرتاج اور اہلِ اسلام کے سرمایۂ افتخار ہیں۔ آسمانِ علم و عرفان اور فلکِ زہد و تقویٰ پر شمس و قمر بن کر چمکنے والے لاکھوں بزرگوں نے امامِ اعظم کی تقلید کو اپنے لیے سرمایۂ افتخار شمار کیا خود آئمہ نے انہیں پیشوا مانا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۴ھ ۸۱۹ء) برملا متعدد بار اعتراف کیا کہ۔

اَلنَّاسُ کُلُّھم عیالُ ابی حنیفۃ فی الفقہ۔[1] — تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے اہل و عیال (بال بچے) ہیں۔ (صَدَقْتَ یَاسَیِّدِیْ)

امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہاں ہم نے اُمتِ محمدیہ کے ہزاروں بزرگوں میں سے چند حضرات کے تاثرات مَاقَلَّ وَکَفٰی کے طور پر پیش کر دیئے ہیں جبکہ ایسے بیانات شمار سے باہر ہیں۔ انصاف پسند کیلئے اتنا بھی کافی اور حاسد و متعصب کے لئے دفتر بھی ناکافی ہوا کرتے ہیں۔ اِس سلسلہ میں چودھویں صدی کے مجدّدِ برحق امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۳۴۰ھ

[1] تاریخ بغداد، جلد ۱۳، ص ۳۴۶

۱۹۷۱ ء) سنے خوب فرمایا ہے۔

ع آنکھ والا ترے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

مخالفین و حاسدین کی سازشوں کے باوجود قیامت تک سدا بہار رہے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

ع ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

امامِ اعظم مجدّد الف ثانی کی نظر میں

قارئین کرام! گزشتہ سطور میں چند سرمایۂ روزگار علمی ہستیوں کے بیانات پیش کیئے گئے۔ اُن بزرگوں نے حضرت امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے متعلق جو کچھ فرمایا اور جن تاثرات کا اظہار کیا وہ علم الیقین کی بنا پر ہے۔ اُن بزرگوں نے علم کی آنکھوں سے انصاف کی عینک لگا کر جو کچھ دیکھا وہی دوسروں کو بتا دیا۔ خوش قسمتی سے اُمتِ محمدیہ کے اندر ایک بزرگ ایسے بھی ہیں۔ جن کے لئے خدائے ذوالمنن نے تمام علمی مسائل کو کشفی بنا دیا تھا۔ اُنہوں نے شریعتِ محمدیہ کے جملہ مسائل کی ہر جزئی کو اپنی خداداد کشفی نظر سے دیکھا اور جو کچھ دیکھا۔ اُس میں سے جن باتوں کا ظاہر کرنا مناسب نظر آیا وہ ظاہر کر دیں۔ اُنہوں نے عین الیقین کے ساتھ جو کچھ دیکھا وہ کتاب وسنّت کے مفہوم و مطالب سے پوری مطابقت رکھتا ہے اور کسی جگہ نہیں ٹکراتا وہ سرمایۂ افتخار و یگانۂ روزگار حضرت مجدد الف ثانی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور اُن کے عدیم المثال علمی و اجتہادی کارناموں کو بھی کشفی نظر سے دیکھا اور اپنے مکتوباتِ عالیہ میں جابجا اُن کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ نے مختلف اہلِ دل حضرات کو حضرت امامِ اعظم کی شانِ رفیع سے خبردار کیا۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے صاحبزادگان یعنی خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی

۱۰۷۰ھ ۱۶۵۰ء) اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۷۹ھ ۱۶۵۹ء) کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے انہیں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ تلقین فرمائی۔

عجیب معاملہ ست امام اعظم در تقلید سنت از ہمہ پیش قدم است و احادیث مرسل در رنگ احادیث مسند شایان متابعت میداند و بر رائے خود مقدم می دارد و ہمچنین قول صحابی را بواسطۂ شرف صحبت خیر البشر علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات بر رائے خود مقدم میدارد و دیگران نہ چنیں اند مع ذلک مخالفان او را صاحب رائے میدانند و الفاظے کہ مبنی از سوئے ادب اند باو منتسب می سازند باوجود آنکہ ہمہ بکمال علم و وفور ورع و تقوی او معترف اند۔ حضرت حق سبحانہ و تعالی دیاد کہ آزار رأس دین و رئیس اہل اسلام نمایند و سواد اعظم اسلام را ایذا نکنند یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ جماعہ

عجیب معاملہ ہے کہ امام اعظم سنت کی پیروی میں باقی سب آئمہ سے آگے ہیں اور اسی لیے مرسل احادیث کو وہ مسند احادیث کی طرح لائق متابعت جانتے ہیں اور اپنی رائے سے بہر صورت مقدم رکھتے ہیں۔ بلکہ اسی طرح صحابی کے قول کو بھی اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں کیونکہ وہ حضرات خیر البشر علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات کی صحبت کے شرف سے مشرف ہیں اور یہ معاملہ دوسرے آئمہ کے ہاں نہیں ہے۔ اس کے باوجود مخالفین انہیں صاحب رائے جانتے اور ایسے لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔ جو بے ادبی پر مبنی ہیں حالانکہ وہ سب آپ کے علمی کمال اور تقوی و ورع سے مالامال

کہ اکابر دین را اصحاب رائے میدانند اگر ایں اعتقاد دارند کہ ایشاں بہ رائے خود حکم می کردند و متابعت کتاب و سنت نہ می نمودند۔ پس سوادِ اعظم از اہل اسلام بزعمِ فاسدِ ایشاں ضلال و مبتدع باشند بلکہ از جرگۂ اہلِ اسلام بیرون بوند ایں اعتقاد نہ کند مگر جاہلے کہ از جہلِ خود بیخبر است یا زندیقے کہ مقصودش ابطالِ شطرِ دین است۔ ناقصے چند احادیثِ چند یاد گرفتہ اند احکامِ شریعت را منحصر دراں ساختہ اند و ماورائے معلومِ خود را نفی می نمایند و آنچہ نزد ایشاں ثابت نشدہ منتفی می سازند۔ [1]

ہونے کے معترف ہیں۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ انہیں توفیق بخشے کہ وہ دین کے سردار اور مسلمانوں کے رئیس کو ایذا نہ پہنچائیں اور مسلمانوں کے سوادِ اعظم کے دلوں کو نہ دُکھائیں وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ وہ جماعت جو اکابر دین کو اصحاب رائے جانتی ہے اگر اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بزرگ اپنی رائے سے حکم دیتے ہیں اور کتاب و سنّت کی متابعت نہیں کرتے تو اِس طرح مسلمانوں کا سوادِ اعظم اُن کے زعمِ فاسد کی رُو سے گمراہ اور بدعتی قرار پاتا ہے بلکہ وہ حضرات دائرہ اسلام ہی سے خارج ہو جاتے ہیں۔ یہ عقیدہ نہ رکھے گا مگر ایسا جاہل جو اپنی جہالت سے بے خبر ہے یا ایسا زندیق جو

[1] مکتوباتِ ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۵۵

آدھے دین کو باطل کرنا چاہتا ہے۔
بعض نیم مُلاّ چند حدیثیں یاد کر کے شرعی
احکام کو اُن کے اندر منحصر ٹھہرا لیتے
ہیں اور جو چیزیں اُن کی معلومات
سے باہر ہیں اُن کی نفی کر دیتے ہیں
اور جو اِن کے نزدیک ثابت نہیں
ہے۔ اُس کا انکار کر دیتے ہیں۔

قارئینِ کرام! یہ طویل اور ایمان افروز عبادت آپ نے مع ترجمہ ملاحظہ فرمائی۔ اِس کے اندر حضرت امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے جو کچھ فرمایا ان باتوں کو آگے چلنے سے پہلے کیوں نہ نمبروار دُہرا لیا جائے۔

۱۔ امامِ اعظم سنت کی پیروی میں تمام مسلمانوں بلکہ جملہ آئمہ دین سے بھی آگے ہیں۔

۲۔ امام ابوحنیفہ احترامِ حدیث کے باعث مرسل احادیث پر بھی مُسند احادیث کی طرح عمل کرتے تھے۔

۳۔ آپ اقوالِ صحابہ کو بھی اپنی رائے پر ترجیح دیتے تھے جبکہ باقی آئمہ کے ہاں ایسا نہیں ہے۔

۴۔ آپ مرسل احادیث کو اپنی رائے پر ترجیح دیا کرتے جبکہ دیگر آئمہ ایسا نہیں کیا کرتے تھے۔

۵- آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا احترام کرتے ہوئے صحابۂ کرام کے اقوال کو اپنی رائے پر مقدم رکھا کرتے تھے۔

۶- امام ابوحنیفہ کے مخالفین بھی آپ کے علمی کمال کے معترف تھے۔

۷- مخالفین و حاسدین بھی یہ مانتے تھے کہ امام ابوحنیفہ ورع و تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہیں۔

۸- امام ابوحنیفہ دین کے سردار ہیں۔

۹- امام ابوحنیفہ مسلمانوں کے رئیس ہیں۔

۱۰- مجددِ اعظم کی دعا ہے کہ کوئی امام ابوحنیفہ کی بدگوئی کرکے انہیں اور دیگر مسلمانوں کو ایذا نہ پہنچائے۔

۱۱- امام ابوحنیفہ تو مسلمانوں کے سوادِ اعظم کے پیشوا ہیں۔

۱۲- اگر کوئی امام ابوحنیفہ کی برائی کرے تو وہ مسلمانوں کے دل دکھاتا ہے۔

۱۳- امام اعظم ابوحنیفہ اللہ کا نور (نورِ ہدایت) ہیں۔

۱۴- امام ابوحنیفہ کی بدگوئی کرنے والے گویا اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔

۱۵- امام ابوحنیفہ اکابرِ دین سے ہیں۔

۱۶- جس کا یہ خیال ہو کہ امام ابوحنیفہ کتاب و سنّت کی پیروی کی بجائے اپنی رائے سے حکم لگایا کرتے تھے تو اس کا زعم فاسد ہے۔

۱۷- ایسا خیال رکھنے والا مسلمانوں کے سوادِ اعظم کو گمراہ اور بدعتی ٹھہرا رہا ہے حالانکہ احادیثِ مطہرہ میں سوادِ اعظم کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔

۱۸- ایسا خیال رکھنے والا گویا ان تمام مسلمانوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے رہا ہے۔ جو امام ابوحنیفہ کو مسلمانوں کا امام اور بزرگ جانتے ہیں۔

۱۹- جو یہ کہے کہ امام ابوحنیفہ اپنی رائے سے شرعی حکم لگایا کرتے تھے وہ ایسا جاہل ہے کہ اپنی جہالت سے بے خبر ہے۔

۲۰- مذکورہ رائے رکھنے والا ایسا زندیق ہے جو نصف دین کو باطل کرنا چاہتا ہے۔

۲۱- امام ابوحنیفہ کی بدگوئی کرنے والے ناقص العلم (نیم ملا خطرۂ ایمان کے مصداق) ہیں۔

حضرات گرامی اسی مکتوب گرامی کے اندر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے امت محمدیہ کے امام اعظم یعنی امام ابوحنیفہ کے بارے میں یہ تصریحات بھی فرمائی ہیں۔

وائے ہزار وائے از تعصب ملائے	حاسدوں کے بیجا تعصب اور فاسد نظریہ
بارد الیشاں واز نظرہائے فاسد	افسوس ہزار افسوس! فقہ کے بانی امام ابو
الیشاں۔ بانی فقہ ابوحنیفہ است وسہ	حنیفہ ہیں۔ تین چوتھائی فقہ ان کے لئے مسلّم
حصہ از فقہ اورا مسلّم داشتہ اند ودر ربع	ہے جبکہ باقی آئمہ ایک چوتھائی میں سارے
باقی ہمہ شرکت دارند بادے در فقہ صاحب	شریک ہیں۔ فقہ میں صاحب خانہ امام
خانہ اوست ودیگراں ہمہ عیال وے اند	ابوحنیفہ ہیں۔ اور باقی سارے آئمہ
باوجود التزام ایں مذہب مرا با امام	ان کے بال بچے ہیں۔ باوجود اس
شافعی گویا محبت ذاتی ست وبزرگ	کے کہ میں حنفی مذہب کا پابند ہوں

میدانم ہٰذا در بعضے اعمالِ نافلہ تقلید مذہب اُوی نمایم اما چہ کنم کہ دیگراں را با وجود وفورِ علم و کمالِ تقویٰ در جنبِ امام ابی حنیفہ در رنگِ طفلاں می یابم[۱]

لیکن مجھے امام شافعی سے ذاتی محبت ہے - اور انہیں بزرگ جانتا ہوں - اس لیے بعض نفلی کاموں میں اُن کے مذہب کی تقلید کر لیتا ہوں لیکن کیا کروں کہ دوسرے آئمہ مجتہدین کو وافرِ علم اور کمال تقویٰ کے باوجود امام حنیفہ کے پہلو میں بچوں کی طرح دیکھتا ہُوں -

قارئینِ کرام! سابقہ عبارات کے تحت ہم نے اکیس[۲۱] باتیں شمار کی تھیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اس پیش کردہ عبارت میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مزید کیا کچھ فرمایا ہے -

۲۲- امام ابو حنیفہ کے حاسدین و معترضین پر مجددِ اعظم نے ہزاروں بار افسوس کیا ہے
۲۳- امام ابو حنیفہ ہی علمِ فقہ کے بانی ہیں -
۲۴- تین چوتھائی فقہ اکیلے امام اعظم ابو حنیفہ کو حاصل ہے اور باقی ایک چوتھائی دیگر آئمہ کو -
۲۵- فقہ میں امام ابو حنیفہ صاحبِ خانہ ہیں -
۲۶- دیگر آئمہ امام ابو حنیفہ کے عیال (بال بچے) ہیں -
۲۷- حضرت مجدد الف ثانی حنفی مذہب کی پابندی کیا کرتے تھے -

[۱] مکتوباتِ امامِ ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۵۵ ،

یہی نہیں بلکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حنفی مذہب کی حقانیت و قبولیت اور انفرادیت کو بیان کرتے ہوئے خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما کو یہ بھی بتایا تھا۔

بے شائبہ تکلف و تعصب گفتہ میشود کہ نورانیت ایں مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگِ دریائے عظیم می نماید و سائر مذاہب در رنگ حیاض وجداول بنظر در آیند و بظاہر ہم کہ ملاحظہ نمودہ می آید سوادِ اعظم از اہلِ اسلام متابعانِ ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان وایں مذہب باوجود کثرتِ متابعان در اصول و فروع از سائر مذاہب متمیز است و در استنباط طریق علیحدہ دارد ایں معنی مبنی بر حقیقت است۔[1]

بغیر تکلف و تعصب کے کہا جا سکتا ہے کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت کشف کی نظر سے بہت بڑے دریا کی طرح دکھائی دیتی ہے اور باقی مذاہب حوضوں اور نہروں کے مانند نظر آتے ہیں اور ظاہر کی نظر سے دیکھیں تب بھی یہی کچھ دکھائی دیتا ہے کہ مسلمانوں کا سوادِ اعظم امام ابوحنیفہ کے متبعین پر مشتمل ہے علیہم الرضوان اور پیروکاروں کی کثرت کے علاوہ یہ مذہب اصول و فروع میں باقی تمام مذاہب سے ممتاز ہے۔ اور استنباطِ مسائل میں اس کا طریقہ کار ہی نرالا ہے اور یہ اس کے برحق ہونے کی دلیل ہے۔

۱؎ مکتوبات امام ربانی 'دفتر دوم' مکتوب ۵۵

محترم قارئین! اِس عبارت سے پہلے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہم ستائیس ۲۷ مجدّدی ارشادات مِل جُل کر شمار کر چکے ہیں۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ مذکورہ عبارت میں حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس سلسلے میں مزید کیا کچھ فرمایا ہے۔

۲۸- کشفی نظر میں حنفی مذہب دریائے عظیم اور دیگر مذاہب حوضوں اور نہروں کی طرح ہیں۔

۲۹- احناف کی اِتنی تعداد ہے کہ یہ اکیلے ہی مسلمانوں کا سوادِ اعظم کہلائے جا سکتے ہیں۔

۳۰- مجدّدِ اعظم نے جملہ احناف کیلئے علیہم الرضوان کہا ہے۔

۳۱- حنفی مذہب اُصول و فروع میں دیگر مذاہب سے ممتاز ہے۔

۳۲- حنفی مذہب کا طریقۂ استنباط دیگر جملہ مذاہب سے عمدہ اور نرالا ہے۔

۳۳- حنفی مذہب حقانیت پر مبنی ہے۔

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے آسمانِ علم وعرفان کے مہرِ درخشاں کی تابانیوں کے بارے میں کشورِ ولایت کے دیدہ ور فرمانروا یعنی حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے علمی وکشفی دونوں نگاہوں سے دیکھ کر یہ تصریحات بھی فرمائی ہیں۔

از علوِ شان امام بزرگ ترین ایں بزرگواراں امام اجل پیشوائے اکمل ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چہ نویسد

بزرگ ائمہ کے بزرگ امام اجل پیشوائے اکمل امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عظیم الشان مرتبے کے بارے میں بھلا میں کیا لکھوں جبکہ وہ جملہ

رکہ اعلم واورع واتقائے مجتہدین است
چہ شافعی و مالک وچہ احمد بن حنبل
امام شافعی می فرماید اَلْفُقَهَاءُ كُلُّهُمْ
عِيَالُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ ۔ منقول ست کہ امام
شافعی چوں بزیارتِ قبرِ امامِ اعظم می
رفت ترکِ اجتہاد خود می کرد و برائے
خود عمل نمی نمود ومی گفت کہ شرم می آید
کہ در حضورِ ایشان عمل برائے خود بکنم کہ
مخالفِ رائے ایشاں باشد۔ ترکِ قرأتِ
فاتحہ خلف الامام می نمود وقنوت در فجر
نمی خواند۔ آرے بزرگیٔ شانِ ابی حنیفہ
را شافعی داند۔ فردا کہ حضرت عیسیٰ علیٰ
نبیناء وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرماید
بمذہب ابوحنیفہ عمل خواہد کرد۔ چنانکہ
خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ در فصولِ
ستہ می فرماید و ہمچنیں بزرگیٔ ایشاں
را کافی ست کہ پیغمبر اولوالعزم بمذہبِ
او عمل نماید۔ ست بزرگیٔ دیگر را بایں
بزرگی عدیل نمی تواں یافت لہ

مجتہدین سے زیادہ علم والے اور زیادہ
ورع و تقویٰ والے ہیں، خواہ وہ امام
شافعی و امام مالک ہوں۔ یا امام احمد بن حنبل
امام شافعی فرماتے ہیں کہ تمام فقہاء
ابوحنیفہ کے بچے ہیں۔ منقول ہے کہ
امام شافعی جب قبرِ امام اعظم کی زیارت
کے لئے جاتے تو اپنے اجتہاد کو ترک
کر دیا کرتے تھے اور اپنی رائے پر
عمل نہیں کیا کرتے تھے کہ مجھے ان
(امام ابوحنیفہ) سے شرم آتی ہے کہ
ان کے سامنے ایسا کام کروں جو ان
کی رائے کے خلاف ہو۔ چنانچہ وہ
امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا چھوڑ
دیتے اور نمازِ فجر میں قنوت بھی نہیں
پڑھا کرتے تھے۔ درحقیقت امام
ابوحنیفہ کی عظمتِ شان کو امام شافعی
جانتے تھے۔ کل جب حضرت عیسیٰ
علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول
فرمائیں گے تو امام ابوحنیفہ کے

مذہب کی طرح عمل کریں گے۔ جیسا کہ خواجہ
محمد پارسا قدس سرہٗ فصولِ ستّہ میں
فرماتے ہیں اور امام ابوحنیفہ کے
لئے یہی ایک بزرگی کافی ہے کہ ایک
اولوالعزم پیغمبر اُن کے مذہب کے
مطابق عمل کریں گے۔ دوسری سب
بزرگیاں (قابلِ فخر باتیں) بھی اس
ایک بزرگی کے برابر نہیں ہو سکتیں۔

قارئین کرام! آپکو بخوبی یاد ہوگا کہ ہماری گنتی تینتیس ۳۳ تک پہنچ گئی تھی۔ مذکورہ بالا عبارت کے اندر بھی حضرت مجددِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ مناقب بیان کیے ہیں۔ آیئے انہیں بھی مِل جُل کر گِن لیتے ہیں۔

۳۴۔ امام ابوحنیفہ تمام ائمہ یعنی کے بزرگوں کے بھی بزرگ ہیں۔
۳۵۔ امام ابوحنیفہ درحقیقت امامِ اجلّ اور پیشوائے اکمل ہیں۔
۳۶۔ مجددِ اعظم نے امامِ اعظم کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا ہے۔
۳۷۔ امام ابوحنیفہ تمام مجتہدین سے زیادہ علم والے ہیں۔
۳۸۔ امام ابوحنیفہ جملہ مجتہدین سے ورع و تقویٰ میں زیادہ ہیں۔
۳۹۔ امامِ اعظم کی قبر پر امام شافعی حاضری دیا کرتے تھے۔

لہ مبدا و معاد، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۸ھ ۱۹۶۸ء، ص ۵۵

۴۰۔ امام اعظم کی قبر اس لائق ہے کہ عوام و خواص کو اس کی زیارت کرنی چاہیے۔

۴۱۔ امام شافعی بوقت حاضری صاحب قبر (امام ابو حنیفہ) سے شرمایا کرتے تھے۔

۴۲۔ امام ابو حنیفہ کا خلاف کرتے ہوئے بڑی سے بڑی ہستی کو بھی شرمانا چاہیے۔

۴۳۔ امام ابو حنیفہ آج بھی اپنی قبر میں زندہ اور مرجع عوام و خواص ہیں۔

۴۴۔ امام شافعی حقیقت میں مرتبہ دانِ امام ابو حنیفہ تھے۔

۴۵۔ امام ابو حنیفہ کا ہر مسلمان کو احترام کرنا چاہیے جیسا کہ امام شافعی کیا کرتے تھے۔

۴۶۔ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسلک حنفی مذہب جیسا ہوگا۔

۴۷۔ امام ابو حنیفہ کا یہ شرف سینکڑوں بزرگیوں سے زیادہ درجہ رکھتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادگان یعنی خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے انہیں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارضاہ عنا کے متعلق یہ بھی بتایا۔

حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ بعد از نزول متابعت این شریعت خواہد نمود، اتباعِ سنّت آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نیز خواہد کرد کہ نسخ این شریعت مجوّز نیست۔ نزدیک است کہ علماءِ ظواہر مجتہدات او را علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام از کمال دقت و غموضِ ماخذ

حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے واپس تشریف لانے کے بعد شریعت محمدیہ کی پیروی کریں گے۔ کیونکہ اس شریعت کا نسخ جائز نہیں ہے۔ قریب ہے کہ ظاہر بین علماء حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مجتہدات کا کمال دقت اور غموضِ ماخذ کے

انکار نماید و مخالفِ کتاب و سنّت دانند
مثل در رُوح اللہ بمثلِ امامِ اعظم کوفی
ست رحمۃ اللہ علیہ کہ برکتِ ورع و
تقویٰ و بدولتِ متابعتِ سنّت درجۂ
عُلیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است
کہ دیگراں در فہمِ آں عاجز و قاصر اند و
مجتہداتِ اُو را بواسطۂ دقتِ معانی مخالفِ
کتاب و سنّت دانند و اُو را و اصحاب اُو را
اصحابِ رائے پندارند کُلّ ذٰلِکَ لِعَدَمِ
الوُصُولِ اِلیٰ حَقِیْقَۃِ عِلْمِہٖ وَعَدَمِ
الْاِطِّلَاعِ عَلیٰ فَہْمِہٖ و فراستِ امام
شافعی بکرشمہ از دقتِ فقاہتِ اُو عَلَیْہِ
الرِّضْوَان دریافت کہ گفت اَلْفُقَہَاءُ
کُلُّہُمْ عَیَالُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ ۔ وائے از
جرأتہائے قاصر نظراں کہ قصورِ خود را
بدیگرے نسبت نمایند و بواسطۂ ہمیں
مناسبت کہ بحضرتِ روح اللہ دارد تواند
بود آنچہ خواجہ محمد پارسا در فصولِ
ستہ نوشتہ است کہ حضرت عیسیٰ علیٰ

سبب انکار کریں گے۔ اور کتاب و
سنت کے خلاف جانیں گے حضرت
عیسیٰ رُوح اللہ کی مثال امامِ اعظم
کوفی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہے کہ ورع و
تقویٰ کی برکت سے اور متابعت سنّت
کے باعث اجتہاد و استنباط میں اعلیٰ
مقام پایا ہے۔ کہ دوسروں کا فہم اس
کے سمجھنے سے عاجز و قاصر ہے اور
ان کے مجتہدات کو دقتِ معانی کے
سبب کتاب و سنّت کے خلاف
جانتے ہیں۔ اور اُنہیں اور اُن
کے ساتھیوں کو اصحابِ رائے شمار
کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اُن کے
علم و درایت کی حقیقت تک نہ
پہنچنے اور اُن کے فہم پر مطلع نہ ہونے
کے باعث ہے۔ امام شافعی کی
فراست دیکھیے کہ دقتِ فقاہت
سے کچھ حصّہ ملا تو بیساختہ کہہ اُٹھے
کہ تمام فقہاء ابوحنیفہ کے بچے ہیں۔

نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بعد از نزول بمذہب امام ابوحنیفہ عمل خواہد کرد یعنی اجتہادِ حضرت رُوح اللہ موافق اجتہادِ امامِ اعظم خواہد بود نہ آنکہ تقلیدِ ایں مذہب خواہد کرد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کہ شانِ او عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ازاں بلند تر است کہ تقلید علماء امت فرماید۔ [1]

افسوس اُن قاصر نظر لوگوں کی جرأت پر جو اپنے نقص کو دوسروں کے سر منڈھتے ہیں۔ اور حضرت رُوح اللہ کے ساتھ یہی مناسبت رکھنے کے باعث یہ ہو گا۔ جیسا کہ خواجہ محمد پارسا نے فصولِ ستہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد مذہب حنفی کے مطابق عمل کریں گے۔ یعنی حضرت عیسیٰ کا اجتہاد امام اعظم کے اجتہاد سے موافقت رکھے گا مگر یہ نہیں ہو گا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حنفی مذہب کی تقلید کرنے لگیں کیونکہ حضرت عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی شانِ پیغمبری اس سے کہیں بلند و بالا ہے کہ وہ علمائے امت میں سے کسی کی بھی تقلید کریں۔

سابقہ گنتی سینتالیس[47] تک پہنچ چکی ہے لیکن حضرات آیئے کہ اس عبارت

---

[1] مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۵۵

کی تازہ باتیں بھی ساتھ ہی شمار کریں تاکہ موافق و مخالف ہر ایک کو معلوم ہو جائے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مجدد اعظم علیہ الرحمہ کے علمی و کشفی نظریات کیا ہیں۔

۴۸- امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مثال حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام جیسی ہے۔

۴۹- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مجتہدات امام ابوحنیفہ کے مجتہدات جیسے ہونگے۔

۵۰- امام اعظم نے انتہائی ورع و تقویٰ اور متابعت سنّت کے باعث اجتہاد میں اعلیٰ مقام پایا تھا۔

۵۱- امام اعظم کے اجتہاد و استنباط کو کتاب و سنت کے خلاف جاننا فہم کا عجز و قصور ہے۔

۵۲- امام ابوحنیفہ کے اجتہاد و استنباط کو سمجھنے سے دوسروں کے فہم عاجز و قاصر ہیں۔

۵۳- امام اعظم اور اُن کے ساتھیوں کو اصحاب رائے سمجھنا اُن کے علم و درایت کی حقیقت تک رسائی نہ ہونے اور اُن کے فہم کا اندازہ نہ ہونے کے سبب ہے۔

۵۴- امام اعظم کی دقت فقاہت سے امام شافعی علیہ الرحمہ کو کچھ حصہ مل گیا تھا۔

۵۵- امام اعظم کے معترضین کی جسارت پر مجدد اعظم نے افسوس کا اظہار کیا ہے۔

میاں بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ تصریح بھی فرمائی ہے۔

معلوم شد کہ کمالاتِ ولایت را موافقت
بفقہ شافعی است و کمالاتِ نبوت
را مناسبت بفقہ حنفی۔ اگر فرضاً دریں
اُمت پیغمبرے مبعوث می شد موافق
فقہ حنفی عمل می کرد۔ ؎۱

معلوم ہوا ہے کہ کمالاتِ ولادت کو فقہ شافعی سے اور
کمالاتِ نبوت کو فقہ حنفی سے مناسبت
ہے۔ اگر بالفرض اس اُمت میں
کوئی پیغمبر مبعوث ہوتا تو وہ فقہ حنفی
کے مطابق عمل کرتا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خاتون کے نام مکتوب
ہدایت لکھتے ہوئے یہ وضاحت بھی فرمائی تھی۔

حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا وَعَلَیْہِ
الصَّلٰوۃُ وَ السَّلامُ کہ از آسمان نزول
خواہد فرمود متابعتِ شریعتِ خاتم الرسل
خواہد نمود عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمُ الصَّلَوَاتُ وَ
التَّسلیمَاتُ۔ حضرت خواجہ محمد پارسا کہ
از خلفاء کمّل حضرت خواجہ نقشبند
است قَدَّسَ اللّٰہُ تعالیٰ سِرَّھُمَا وَ عالمُ
محدث است نیز در کتاب فصول ستّہ
نقل معتمدی آرد کہ حضرت عیسیٰ علیٰ
نبیّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلامُ بعد
از نزول عمل بمذہب امام ابی حنیفہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان
سے نزول فرمائیں گے تو خاتم الرسل
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کا
اتباع کریں گے۔ حضرت خواجہ محمد پارساجو
حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس
اللہ تعالیٰ سرہما کے کامل ترین خلفاء
سے ہیں اور عالم و محدث ہیں وہ
اپنی کتاب فصول ستہ میں معتمد
نقل سے لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ
علیٰ نبیّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ
نزول کے بعد مذہب امام ابوحنیفہ

؎۱ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۸۲

خواہد کرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حلالِ اُو را حلال خواہد داشت و حرامِ اُو را حرام ۔ ؎

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق عمل کریں گے ۔ اور اِن کے حلال قرار دیئے ہوئے کو حلال ٹھہرائیں گے اور حرام قرار دی ہوئی چیزوں کو حرام ٹھہرائیں گے ۔

حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے مکتوبات میں جہاں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بعد نزول مطابق مذہب حنفی کے عمل کرنا لکھا ہے ۔ تو خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے جیسا کہ قارئینِ کرام نے گزشتہ عبارتوں میں ملاحظہ فرمایا ۔ دریں حالات ضروری نظر آتا ہے کہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ العزیز کے منصبِ ولایت کے بارے میں بھی کچھ عرض کر دیا جائے ۔ چنانچہ مکتوباتِ امام ربانی کے محشی یعنی مولانا نور احمد امرتسری علیہ الرحمہ نے اِن کے متعلق تصریح کی ہے کہ ۔

خواجہ محمد پارسا ایشاں خلیفۂ دوم حضرت خواجۂ خواجگان نقشبند اند در اعلم و ادرعِ زمان .... نام ایشاں محمد بن محمود البخاری است ۔ حضرت خواجہ بحضور اصحابِ خود در حقِ ایشاں فرمودہ کہ امانتے

خواجہ محمد پارسا، یہ خواجۂ خواجگان حضرت بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے خلیفہ ہیں جو علم و ورع میں یگانۂ روزگار تھے .... ان کا نام محمد بن محمود بخاری ہے خواجہ نقشبند نے اپنے اصحاب

؎ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب ۱۷

کہ از خلفاء خاندان بایں ضعیف رسیدہ و آنچہ دریں راہ کسب کردہ بشما سپردیم آنرا بخلق باید رسانید و نیز فرمودہ کہ مقصود از ظہور ما وجود محمد پارسا است [1]

سپ کے رُو برو ان سے فرمایا تھا کہ جو امانت اس ضعیف کو خلفائے خاندان سے پہنچی اور جو کچھ اس راہ پر چلتے ہوئے میں نے کمایا۔ وہ سب کچھ تیرے سپرد کیا' اس میں سے جو مخلوق کا حق ہے وہ اُسے پہنچانا چاہیے نیز فرمایا کہ میرے پیدا ہونے کا مقصد محمد پارسا کی تربیت کرنا تھا۔

حضرت امام ربانی' مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے قرأت خلف الامام کے مسئلے میں التزام مذہب اور حنفی و شافعی مذاہب کے بارے میں حقیقتِ نفس الامری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

مدتے آرزوئے آں داشت کہ وجہے پیدا شود وجیہ در مذہبِ حنفی تا در خلفِ امام قرأتِ فاتحہ نمودہ آید۔ ہرگاہ قرأت در نماز فرض باشد از قرأتِ حقیقی عدول نمودہ بقرأت حکمی قرار دادن معقول نمی شد۔ بآنکہ در حدیثِ نبوی آمدہ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

مجھے ایک مدت تک اس بات کی آرزو رہی کہ کوئی معقول وجہ ایسی نکل آئے کہ مذہب حنفی میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کی قرأت کی جا سکے چونکہ نماز میں قرأت فرض ہے اور حقیقی قرأت کو چھوڑ کر حکمی قرأت اختیار کرنا معقول نظر نہیں آتا تھا۔

[1] مکتوبات امام ربانی' دفتر اول' مکتوب ۲۸۲

لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب اما بواسطۂ
رعایتِ مذہب بے اختیار ترکِ قرأت
می کرد۔ وایں ترک از قبیلِ ریاضت و
مجاہدہ می شمرد۔ آخر الامر حضرت حق سبحانہٗ
وتعالیٰ ببرکتِ رعایتِ مذہب کہ نقل
از مذہب الحاد است حقیقتِ
مذہبِ حنفی در ترکِ قرأتِ ماموم ظاہر
ساخت وقرأت حکمی از قرأت
حقیقی در نظرِ بصیرت زیباتر نمود کہ امام
و ماموم ہمہ بالاتفاق در مقام مناجات
می ایستند لِاَنَّ الْمُصَلِّیَ یُنَاجِیْ
رَبَّہٗ و امام را دریں امر پیشوای سازند
پس امام ہرچہ می خواند گویا در زبانِ
قوم می خواند۔ در رنگِ آنکہ جماعۂ پیشِ
پادشاہِ عظیم الشان بحاجتے بروند ویکے
را پیشوا سازند تا او از زبانِ ہمہ اینہا عرضِ
حاجت نماید بریں تقدیر اگر دیگراں نیز
باوجودِ تکلم آیند داخلِ سوءِ ادب ست و
موجبِ عدمِ رضائے بادشاہ۔ پس

نیز حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں
بھی تو آیا ہے۔ کہ سورہ فاتحہ کے بغیر
نماز نہیں ہوتی۔ لیکن میں اپنے مذہب کی
رعایت کے سبب بے اختیار فاتحہ
نہیں پڑھا کرتا تھا۔ اور اس ترک کو
ریاضت و مجاہدہ کی ایک قسم شمار کیا
کرتا تھا۔ آخر کار اللہ تعالےٰ نے
رعایتِ مذہب کی برکت سے کہ فقہی
مذہب تبدیل کرنا ایک طرح کا الحاد
ہے۔ مذہب حنفی میں مقتدی کے
قرأت ترک کرنے کی حقیقت کو ظاہر فرما
دیا اور بصیرت کی نظر سے دیکھا تو
قرأت حقیقی سے قرأت حکمی زیادہ
مناسب نظر آئی۔ کیونکہ امام اور
مقتدی سب مقام مناجات میں
کھڑے ہوتے ہیں۔ حدیث میں ہے
کہ بیشک نمازی اپنے رب سے مناجات
کرتا ہے۔ اور اس کام میں وہ امام
کو اپنا پیشوا بناتے ہیں۔ پس امام جو

تکلّمِ حکمیٔ ایں جماعہ کہ بزبانِ پیشوا ادا می یابد بہتر است از تکلّمِ حقیقی ایشاں ہمچنیں است حالِ قرأتِ قوم باوجود قرأتِ امام کہ داخلِ شغب است و از ادب مستبعد و موجبِ تفرق کہ منافیٔ اجتماع ست و اکثر مسائلِ خلافی میانِ حنفی و شافعی ازیں قبیل ست کہ ظاہر و صورت مرجّح بجانبِ شافعی است و باطن و حقیقت مؤیّدِ مذہبِ حنفی و بریں فقیر ظاہر ساختہ اند کہ در خلافیاتِ کلام حق بجانبِ حنفی ست۔ تکوین را از صفاتِ حقیقیہ می دانند ہرچہ بظاہر رجوع بقدرت و ارادت می نماید لیکن بدقّتِ نظر و نورِ فراست معلوم می گردد کہ تکوین صفت علیحدہ است، علیٰ ھذا القیاس[1]۔

کچھ بھی پڑھتا ہے۔ گویا قوم کی زبان میں پڑھتا ہے۔ جیسے کوئی جماعت کسی حاجت کے تحت عظیم الشان بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو تو وہ لوگ ایک کو اپنا پیشوا بنالیں تاکہ وہ سب کی طرف سے حاجت بیان کرے۔ پیشوا کے گفتگو کرنے کی حالت میں دوسرے لوگوں کا بولنا سوءِ ادب میں داخل ہے۔ اور بادشاہ کی ناراضگی کا باعث ہوگا۔ پس اس جماعت کا حکمی تکلّم جو پیشوا کی زبان سے ہو رہا ہے۔ وہ اُن کے حقیقی تکلّم سے بہتر ہے۔ اسی طرح امام کی قرأت کے ساتھ قوم کے پڑھنے کا حال ہے جو شور و شغب میں داخل ادب سے بعید، تفرقے کا موجب اور اجتماع کے منافی ہے۔ چنانچہ حنفی و شافعی مذاہب کے اکثر اختلافی مسائل

---

[1] مبدأ و معاد، مطبوعہ کراچی، ۱۳۸۸ھ ۱۹۶۸ء ص ۵۳، ۵۴

کا یہی حال ہے۔ کہ اُن کی ظاہری صورت
تو شافعی مذہب کو ترجیح دیتی ہے۔
لیکن باطنی اور حقیقی حالت حنفی مذہب
کی تائید کرتی ہے۔ اور اس فقیر پر ظاہر
فرمایا گیا ہے کہ علم کلام کے اختلافات
میں حق حنفی مذہب کی جانب ہے مثلاً
یہ تکوین کو صفات حقیقیہ سے جانتے
ہیں۔ جبکہ ظاہر میں یہ قدرت و ارادے
کی جانب رجوع کرتی ہوئی دکھائی
دیتی ہے۔ لیکن گہری نظر اور نورِ
فراست سے معلوم ہوتا ہے کہ تکوین
علیحدہ صفت ہے۔ دیگر مسائل
کو بھی اسی پر قیاس کر لیا جائے۔

قارئین کرام! پیچھے ہم پچپن ۵۵ باتیں شمار کر چکے ہیں۔ آیئے عنقریب پیش کردہ چاروں عبارتوں میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو مزید باتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں اُنہیں بھی ہم نمبروار اپنی فہرست میں شامل کر لیتے ہیں۔

۵۶۔ اگر بفرض محال اس اُمت میں کوئی اور نبی مبعوث ہو سکتا تو اُس کا مذہب فقہ حنفی کے مطابق ہوتا۔

۵۷ - اگر شافعی مذہب کی مناسبت کمالاتِ ولایت سے ہے تو حنفی مذہب کمالاتِ نبوت سے مناسبت رکھتا ہے۔

۵۸ - مزاجِ امام ابوحنیفہ درحقیقت پیغمبری مزاج کے بہت قریب ہے۔

۵۹ - امام کے پیچھے مقتدیوں کا سورۂ فاتحہ نہ پڑھنا ہی درست اور قرینۂ ادب ہے

۶۰ - ائمہ کے اختلافی مسائل میں انکی باطنی اور حقیقی صورت درحقیقت مذہب حنفی کی مؤید ہے

۶۱ - عقائد کلامیہ میں بھی مذہب حنفی سب سے زیادہ حق پر ہے۔

۶۲ - حنفی مذہب روایت اور درایت دونوں کے معیار پر پورا اُترتا ہے۔

۶۳ - نگاہِ کشف میں بھی حنفی مذہب جملہ مذاہب سے کامل اور اکمل اور قرآن وسنت کی تعلیمات کا سب سے زیادہ حامل ہے۔

قارئین کرام حضرت مجددِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں جو تصریحات فرمائیں ان ارشادات کو شمار کرتے ہوئے ہم ترلیسٹھ تک پہنچ گئے جبکہ فخرِ دو عالم نورِ مجسم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی عمر بھی ترلیسٹھ سال ہوئی اور محبوب پروردگار شفیع روزِ شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یارِ غار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح متابعت کے باعث حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ترلیسٹھ سال ہی عمر پائی۔ لہٰذا یہ مقدس یاد تازہ رکھنے اور اس مبارک عدد کی برکت حاصل کرنے کی غرض سے ہمیں یہ گنتی اس سے آگے نہیں لے جانی چاہیے۔

اگر اس مقالے میں کوئی کام کی بات لکھ سکا ہوں تو وہ میرے ولی نعمت مرشد برحق مفتیٔ اعظم دہلی حضرت شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ لطف وکرم کا کرشمہ ہے۔ قارئین کرام کو جتنی غلطیاں نظر آئیں وہ میری نااہلی کے باعث ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے حقیر بندے کی اس کاوش کو میرے لئے توشۂ آخرت، کفارۂ سیئات اور ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝

گدائے درِ اولیاء ؟

عبدالحکیم خاں اختر

مجددی مظہری شاہجہانپوری لاہور

۱۷ ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۸۲ء

تصانیف اختر شاہجہانپوری

(مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف و تراجم کی فہرست)

۱۔ مطبوعہ تصانیف

۱۔ حقانیتِ اسلام :۔ شائع کردہ ادارہ سوادِ اعظم لاہور ۱۹۹۴ء نایاب
۲۔ اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام :۔ شائع کردہ مرکزی مجلسِ رضا لاہور ۱۹۷۱ء ۱۵ روپے
۳۔ طبع دوم مع اضافہ :۔ فرید بک سٹال لاہور ۱۹۸۵ء ۱۲ روپے
مشعلِ راہ :۔ " " " ۱۹۷۶ء ۹۰ روپے
۴۔ تجلیاتِ امامِ ربانی :۔ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ ۱۹۷۸ء ۲۶ روپے
۵۔ امامِ اعظم حضرت مجدد الف ثانی کی نظر میں۔ مرکزی مجلس امامِ اعظم لاہور ۱۹۸۴ء دعائے خیر
۶۔ اعلیٰ حضرت کی تاریخ گوئی۔ " زیرِ طبع
۷۔ امام احمد رضا خان :۔ "

۲۔ مطبوعہ تراجم

۸۔ ترجمہ جواہر البحار جلد اوّل :۔ مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور ۱۹۷۴ء ۲۶ روپے
۹۔ ترجمہ الشفاء جلد اوّل :۔ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ۱۹۷۹ء ۲۶ روپے
۱۰۔ ترجمہ و تحشیہ در المعارف :۔ نوری کتب خانہ لاہور ۱۹۸۳ء ۲۰ روپے
۱۱۔ بخاری شریف مترجم جلد اوّل :۔ حامد اینڈ کمپنی لاہور ۱۹۸۲ء

نمبر	کتاب	قیمت
۱۲۔	بخاری شریف مترجم جلد دوم: حامد اینڈ کمپنی لاہور ۱۹۸۲ء	۳۲۴ روپے
۱۳۔	〃 〃 〃 جلد سوم :- 〃 〃 〃 〃 〃	
۱۴۔	مؤطا امام مالک مترجم جلد اوّل: فرید بک سٹال لاہور ۱۹۸۳ء	۱۱۰ روپے
۱۵۔	〃 〃 〃 〃 جلد دوم 〃 〃 〃 〃 〃	
۱۶۔	سنن ابن ماجہ مترجم جلد اوّل 〃 〃 〃 〃 〃	۱۵۰ روپے
۱۷۔	〃 〃 〃 〃 جلد دوم 〃 〃 〃 〃 〃	
۱۸۔	سنن ابو داؤد مترجم جلد اوّل 〃 〃 〃 ۱۹۸۵ء	۳۰۰ روپے
۱۹۔	〃 〃 〃 〃 جلد دوم 〃 〃 〃 ۱۹۸۵ء	
۲۰۔	〃 〃 〃 〃 جلد سوم 〃 〃 〃 〃	
۲۱۔	مشکوٰۃ شریف مترجم جلد اوّل 〃 〃 〃 ۱۹۸۶ء	۲۲۵ روپے
۲۲۔	〃 〃 〃 〃 جلد دوم 〃 〃 〃 〃	
۲۳۔	〃 〃 〃 〃 جلد سوم 〃 〃 〃 〃	
۲۴۔	مسلم شریف مترجم جلد اوّل 〃 〃 〃 〃	زیر طبع
۲۵	〃 〃 〃 جلد دوم 〃 〃 〃 〃 〃	
۲۶۔	〃 〃 〃 〃 جلد سوم 〃 〃 〃 〃	

۳۔ غیر مطبوعہ تصانیف

اندازاً صفحات

۲۷۔ فاروقِ اعظم (تاریخی نام ہے۔ یہ تحقیقی تذکرہ ۱۳۹۸ھ میں لکھا گیا) ۵۰۰ صفحات

۲۸۔ مہرِ درخشاں (حضرت مجدد الف ثانی کا تذکرہ جو ۱۴۰۰ھ میں لکھا گیا) ۷۰۰ صفحات

اندازاً صفحات

۲۹- عظیم الشان (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا تذکرہ جو ۱۴۰۱ھ میں لکھا گیا) ۵۰۰ //

۳۰- ثانی اثنین ابوبکر (پہلے خلیفۂ رسول بلافصل کا تذکرہ جو ۱۴۰۳ھ میں لکھا گیا) ۶۰۰ //

۳۱- کھلا خط (اکابر دیوبند کی تکفیر کا عام فہم تحقیقی تجزیہ) ۶۰۰ //

۳۲- مظہر البیان فی علوم القرآن (قرآنی معلومات کا تحقیقی کشکول) ۹۰۰ //

۳۳- مظہر شریعت (فقہ حنفی کے مطابق مسائل کا جدید ترین تحقیقی مجموعہ) ۸۰۰ //

۳۴- دوسرا زلزلہ (دیوبندی عقائد اُن کے اپنے آئینے میں) ۳۰۰ //

۳۵- دِلّی سے بالاکوٹ تک (سیّد احمد اینڈ کمپنی کی تحریک جہاد کے مقاصد) ۵۰۰ //

۳۶- تجلّیاتِ مظہر اللہ (مرشدی و مولائی حضرت مفتیٔ اعظم دہلی کا تذکرہ) ۲۰۰ //

۳۷- تقویۃ الایمان کا تحقیقی جائزہ (نفسِ مضمون سے ظاہر ہے) ۴۰۰ //

۳۸- مودودیت کا علمی جائزہ (//) ۷۰۰ //

۳۹- صحابۂ کرام مودودی صاحب کی نظر میں (//) ۳۰۰ //

- ایک طائرانہ نظر قرآن مجید کے اُردو ترجموں پر (//) ۲۰۰ //

- ایک طائرانہ نظر کتب احادیث کے اُردو ترجموں پر (نفسِ مضمون ظاہر ہے) ۲۰۰ //

- مسلمانوں کی اصلی جماعت (//) ۱۵۰ //

- قرآنی عقائد و نظریات (//) ۴۰۰ //

- قرآنِ مجید کا ضابطۂ عبادات (//) ۴۰۰ //

- قرآنِ مجید کا ضابطۂ اخلاقیات (//) ۳۰۰ //

- قرآنِ مجید کا ضابطۂ معاملات (//) ۳۰۰ //

- قرآنِ مجید کا ضابطۂ تکفیر (//) ۱۵۰ //

انداز اً صفحات

۴۸- دو قومی نظریہ کیا ہے؟ (نفسِ مضمون ظاہر ہے) ۲۰۰ 〃
۴۹- مجددی عقائد و نظریات (〃) ۲۰۰ 〃
۵۰- صحابۂ کرام حضرت مجدد الف ثانی کی نظر میں (〃) ۱۵۰ 〃
۵۱- معجزات کا توحید و شرک سے تعلق (〃) ۱۵۰ 〃
۵۲- بشریت انبیاء کرام (〃) ۲۵۰ 〃
۵۳- امام احمد رضا کا معتدل مسلک (〃) ۲۰۰ 〃
۵۴- امام احمد رضا اور مسئلہ بدعت (〃) ۲۰۰ 〃
۵۵- امام احمد رضا اور شرک فروش (〃) ۲۵۰ 〃
۵۶- امام احمد رضا کس کے ایجنٹ تھے؟ (〃) ۲۰۰ 〃
۵۷- امام زمانہ (امام احمد رضا خان کی انفرادیت و یکتائی) ۴۸ 〃
۵۸- چودھویں صدی کا مجدد (〃) ۳۰۰ 〃
۵۹- بلبلِ باغِ رسول (〃) ۱۵۰ 〃
۶۰- پروانۂ شمعِ رسالت (〃) ۲۵۰ 〃
۶۱- شمعِ ہدایت (احقر کے ایمان افروز دیباچوں کا مجموعہ) ۶۰۰ 〃
۶۲- دیوبندیوں کے خوابوں کی دنیا (نفسِ مضمون ظاہر ہے) ۲۰۰ 〃
۶۳- علمائے دیوبند کا نظریاتی تضاد (〃) ۱۵۰ 〃
۶۴- دیوبندی حضرات کے ہوائی قلعے (〃) ۴۰۰ 〃
۶۵- روافض کی اسلام و مسلمین پر مہربانیاں (〃) ۳۰۰ 〃
۶۶- موجودہ عیسائی اور بائبل (〃) ۳۰۰ 〃

۴۔ غیر مطبوعہ تراجم

۶۷۔ رسالہ تہلیلیہ (مصنفہ حضرت مجدد الف ثانی)

۶۸۔ اثبات النبوہ (〃)

۶۹۔ مبدأ و معاد (〃)

۷۰۔ معارفِ لدنیہ (〃)

۷۱۔ کوائف مذہبِ شیعہ (〃)

۷۲۔ شرح رباعیات (〃)

۷۳۔ مکاشفاتِ غیبیہ (ارشادات حضرت مجدد الف ثانی)

۷۴۔ شفاء السقام (مصنفہ امام تقی الدین سُبکی)

۷۵۔ الاصول الاربعہ (مصنفہ مولانا حسن جان سرہندی)

۵۔ زیرِ ترتیب کتابیں

۷۶۔ قادیانی دجّال و کذّاب (نفسِ مضمون ظاہر ہے)

۷۷۔ بیانِ قدرت و اختیار (قرآن و حدیث کی روشنی میں عطائی اختیار کی حدود)

۷۸۔ نورِ نظر (قرآن و حدیث کی روشنی میں نگاہِ مصطفیٰ کا ایمان افروز بیان)

۷۹۔ تجلیاتِ احادیث (بعض احادیث کے ایمان افروز جلوے)

۸۰۔ ابرِ بخشش (پانچ بزرگوں کا اردو نعتیہ کلام)

۸۱۔ امامِ اعظم (حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ کا تذکرہ)

محفلِ ذکر

جامع مسجد قادریہ شیر ربانیؒ قادریہ روڈ
۲۱ ایکڑ سکیم متصل گورنمنٹ گرلز ہائی سکول
نیو مزنگ سمن آباد لاہور میں زیرِ اہتمام

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

ہر جمعۃ المبارک کو بعد نماز فجر ختم خواجگان، ختم مجددیہ اور
ختم معصومیہ کی ایمان افروز محفل ذکر منعقد ہوتی ہے

محفلِ ذکر

میں شمولیت فرما کر ثواب دارین حاصل
کریں

الداعیان الی الخیر۔ اراکین انتظامیہ کمیٹی جامع مسجد قادریہ شیر ربانیؒ

ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف

کا

مجدد الف ثانی نمبر

شائع ہو چکا ہے

مدیر اعلیٰ: حضرت صاحبزادہ **میاں جمیل احمد شرقپوری**

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف

ضخامت: تین جلدوں پر مشتمل گیارہ سو ساٹھ
سے زاھد صفحات

قیمت مکمل سیٹ ۲۰۰ دو سو روپے بذریعہ ڈاک ۲۲۰ روپے

قیمت حصہ اول۔ ۵۰ روپے حصہ دوم ۱۰۰ روپے حصہ سوم ۵۰ روپے

ملنے کا پتہ

جامع مسجد شیر ربانی اکبر روڈ مدینہ چوک وسن پورہ لاہور
مکتبہ نور اسلام شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

-DMA SERIES K753 SHEET 6744 II
94
00
95
96
97
54°00'
27 15'
1550
1300
1200
17
Kal
1100
1000
792
16
900
15
800
632
700
14
676
13
KUHEJ 23 km
12
11
1144
900
10
Kuh-e
Mir
'Abbas
09
1384
1100